نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

غلام احمد قادیانی

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ — عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

THE ALFAZL

QADIAN

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

المدیر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

معاون مدیر حافظ جمال احمد

الفضل

قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۲

نمبر ۹۶

مورخہ ۳ مارچ سنہ ۱۹۲۵ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۷ رجب سنہ ۱۳۴۳ھ

مدینۃ المسیح

کوائف پھیرو چیچی

جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب رقمطراز ہیں: حضرت خلیفۃ المسیح بخیر و عافیت ہیں منددجہ ذیل اشخاص نے بیعت کی:۔

موضع عالمے

(۱) چودہری بدر الدین صاحب (۲) نصر الدین صاحب (۳) فضل الدین صاحب برادران چودہری بدر الدین صاحب (۴) عبد اللطیف (۵) عبد الحق (۶) عبد الکریم پسران چودہری بدر الدین صاحب (۷) نور محمد صاحب ساکن مونناہ

موضع پھیرو چیچی

(۸) علی بخش صاحب (۹) مولا بخش صاحب (۱۰) مہندا صاحب (۱۱) ولی محمد صاحب (۱۲) جان محمد صاحب (۱۳) شیر محمد صاحب (۱۴) رحمان صاحب (۱۵) علی احمد صاحب (۱۶) عبد المالک صاحب

موضع راجپوره

(۱۷) رحمت علی صاحب (۱۸) گوہر صاحب راجپورہ (۱۹) محمد و ساکن سلے (۲۰) احمد علی صاحب ساکن کلیان (۲۱) عطا محمد صاحب ساکن بگول (۲۲) امانت علی صاحب ساکن لکھن ؛

نظم

خونِ ناحق

دُنیا کی مہذب تاریخ اس سے مکروہ تر مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جس پر عمل پیرا ہو کر افغانی تہذیب ایسا قابل تقلید نمونہ قائم کر رہی ہے۔ عہد شکنی۔ غداری۔ دہوکا دہی اور زبردستا آزاری ایسے قابل نفرین اور مذموم فعل ہیں۔ جن کی مثال سوائے نامردوں اور بزدلوں کی ہسٹری کے کہیں نظر نہ آئیگی۔ مگر افغانی گورنمنٹ بار باران قبیح افعال اور ظلم ناروا کا اعادہ کر رہی ہے۔ ابھی مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید کا زخم مندمل نہ ہُوا تھا کہ دو اور شہیدانِ وفا کو ظالمانہ اور وحشیانہ طریق پر سنگسار کروا کر ملک گیری کی ہوس پر قربان کر دیا۔

آیندہ نسلیں ان واقعات کو پڑھیں گی۔ اور گورنمنٹ افغان کی ستمگاریوں پر نفرین کرینگی۔ انہیں بیدردانہ سفاکیوں کی شکار قاری نور علی صاحب کی بیوہ نظر آ رہی ہے۔ جس کے دیندار اور بے گناہ نوجوان خاوند کو امیر کابل نے ظلم و ستم کی دیوی کی بھینٹ چڑھا دیا ہے۔ اور جس کے معصوم بچوں کو گردِ یتیمی سے آلودہ کر دیا ہے۔ وہ اپنے شہید شوہر کی لاش پر دل کی بھڑاس اس طرح نکال رہی ہے:

(برکت علی لائق۔ لدھیانوی)

اُف اے امیر کابل کیسا ستم یہ ڈھایا ۔ ہم بیکسوں کو ظالم بے خانماں بنایا
برقِ غضب گرائی تجھ کو ترس نہ آیا ۔ کھیتی کسی کی پھونکی خرمن کو بھی جلایا
جور و جفا کی برچھی سینے کے پار کردی
یہ سرزمیں لہو سے اک لالہ زار کردی

دُکھڑا کسے سناؤں کون اپنا رازداں ہے ۔ پُر غم ہے یہ کہانی پُر درد داستاں ہے
دل چیر کر دکھا دوں تاب بیاں کہاں ہے ۔ صورت سے ہے نمایاں غم دل میں جو نہاں ہے
ان پتھروں میں میرا سرتاج سو رہا ہے
میرا سہاگ یارب بیوقت لٹ گیا ہے

ظالم پہ اے ستمگر پتھر فلک سے برسیں ۔ اللہ کرے سزا کے گھر گھر فلک سے برسیں
خرمن پہ ظالموں کے اخگر فلک سے برسیں ۔ تیر شہاب سیدھے سر پر فلک سے برسیں
بیداد اجل تھپک کر تجھکو سلا رہی ہو
بیگم تری سرہانے آنسو بہا رہی ہو

ہے پائمال گلچیں شاداب باغ میرا ۔ خالی مئے مسرت سے ہے ایاغ میرا
سینہ تپ الم سے ہے داغ داغ میرا ۔ کیوں ہو گیا الٰہی گل بے چراغ میرا
باغ مراد کا گل مرجھا کے رہ گیا ہے
افسوس پتھروں میں یہ لعل مل رہا ہے

پژمردہ ہائے نازک ہونٹوں کی پنکھڑی ہے ۔ کیوں چشم نرگسی پر یوں اوس پڑ رہی ہے
رنگین گوری گوری چھاتی لہو بھری ہے ۔ موج نسیم گویا گلگونہ مل گئی ہے
لوح جبیں پہ خوں سے افشاں چنی ہوئی ہے
روداد میرے غم کی اس پر لکھی ہوئی ہے

میرا شہید حق پر قربان ہو گیا ہے ۔ جنت میں اپنے رب کا مہماں ہو گیا ہے
مانا کہ جسم خاکی بے جان ہو گیا ہے ۔ یہ دائمی بقا کا ساماں ہو گیا ہے
ظالم نے پتھروں میں سمجھا کہ دب گیا ہے
گودی میں بڑھ کے رحمت نے اسکو لے لیا ہے

بے رحم! ہیں رلائے جس طرح لال میرے ۔ دیکھیں غم یتیمی چشم و چراغ تیرے
تجھ کو غضب خدا کا چاروں طرف سے گھیرے ۔ اور موت تیرے گھر میں آ کر جمائے ڈیرے
بچوں کی شمع ہستی بے نور ہو رہی ہو
ماں کی حیات فانی کافور ہو رہی ہو

اے داورِ دو عالم مجھ پر ستم ہوا ہے ۔ روداد غم زدوں کی تو خوب جانتا ہے
پھولا پھلا گلستاں میرا اُجڑ گیا ہے ۔ غم دل کو ہائے ہائے کمبخت کھا رہا ہے
مجھ خستہ جاں پہ کیا کیا بیداد ہے الٰہی
فریاد ہے الٰہی فریاد ہے الٰہی

آہِ یتیم نالاں اے خالق یگانہ ۔ ہو تو سن اجل کو ایک اور تازیانہ
بیوہ کی آہ اُڑا دے ظلموں کا توپخانہ ۔ ہر قطرہ آنسوؤں کا بارود کا ہو دانہ
برقِ بلا کی شوخی دل کے شرار میں ہو
آتش بھڑک رہی ہر شہر و دیار میں ہو

بدیوں کی کالی ناگن ظالم پھنکیگی کب تک ۔ ناراستی کی بدلی چھائی رہیگی کب تک
پردے میں تیرہ شب کے نیکی چھپیگی کب تک ۔ ظلم و ستم کی ناؤ تیرا کرے گی کب تک
کب تک رہیگی حق سے باطل کی جنگ آخر
سفاک خون ناحق لائیگا رنگ آخر

بے مہری و جفائے جلاد سن چکے ہو ۔ بیداد ظالموں کی بیداد سن چکے ہو
افسانۂ ستم کی روداد سن چکے ہو ۔ آفت رسیدہ دل کی فریاد سن چکے ہو
اُٹھو بہادرو! اب اللہ کا نام لیکر
بیٹھو تو خونِ ناحق کا انتقام لے کر

ہاں اے گروہ حق کے حربے باطل پہ وار کردو ۔ ظلم و ستم کے دامن کو تار تار کر دو
پھر صرصرِ خزاں کو وقف بہار کردو ۔ تن من کو اور دھن کو دیں پہ نثار کردو
رگ رگ میں موجزن ہاں! خونِ دلاوری ہو
کابل کو فتح کرنے کی لو لگی ہوئی ہو

شاتان ننگ بعان واقع جہاں ہوا ہے ۔ یعنی جہاں شہیدوں کا امتحاں ہوا ہے
جس سرزمیں سے خوں کا چشمہ رواں ہوا ہے ۔ جس جا شہید تازہ اک نوجواں ہوا ہے
حق اس پہ مہرباں ہو دل سے دعا کرو تم
جا کر لواء احمدؐ کابل میں گاڑ دو تم

جماعت احمدیہ میرٹھ کا پروٹسٹ حکومت افغانستان کے مظالم کے خلاف
(خاص تار بنام الفضل)

جماعت احمدیہ میرٹھ حکومت افغانستان کے حکم سے کابل کے دو امن پسند بیکس احمدیوں کو نہایت ظالمانہ طریق سے سنگسار کئے جانے پر نہایت نفرت اور حقارت کے جذبات کا اظہار کرتی ہے۔ اور وائسرائے ہند لارڈ ریڈنگ سے انصاف اور انسانیت کے نام پر اپیل کرتی ہے کہ وہ باقی تمیں زیر حراست بے گناہ نفوس کو قتل عام سے بچانے کے لئے مناسب کارروائی فرما کر کم از کم صدائے احتجاج بلند کر کے مشکور فرمائیں۔ ایسے وحشیانہ اور ظالمانہ افعال صریحاً کلی اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں۔

عمدہ موقعہ ملتان کالج ملتان میں امسال ایف اے پاس بی اے کی کلاس میں داخل کئے جاویں گے۔ درخواستیں بنام پرنسپل صاحب ملتان کالج ۱۵ مارچ ۲۵ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔ پراسپکٹس کالج دفتر سے مل سکتے ہیں احمدی بھائی جو داخل ہونا چاہیں اپنی درخواستیں جلدی ارسال کر دیویں۔ (غلام محمد احمدی ملتان کالج)

ضرورت ہے منصوری میونسپلٹی کے لئے ایک سب اوورسیر کی (جو رڑکی کا سند یافتہ ہو) درخواستیں فوراً بنام میونسپل انجینئر منصوری معہ نقول اسناد وغیرہ بھیج دینی چاہئیں۔ اور ایک اطلاعی کارڈ امور عامہ میں بھیجدیں۔ ۲۶-۲-۲۵ ناظر امور عامہ قادیان

احمدی دھوبیوں کے لئے قادیان میں عمدہ موقع قادیان میں دو ایسے دھوبیوں کی ضرورت ہے۔ جو عمدہ کپڑا دھوتے اور استری کرنا جانتے ہوں۔ تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت حسب قابلیت ہوگا۔ قادیان میں رہائش کے خواہشمند احمدی دھوبی میرے نام پر جلد درخواستیں بھیج دیں۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

اعلان ممبران جماعت احمدیہ کے لئے چند ملٹری اکاؤنٹ جاننے والے کلرکوں کی ضرورت پشاور کے لئے ہے۔ تنخواہ چالیس یا پچاس روپیہ تک ہوگی۔ درخواستیں اوپر کا پتہ چھوڑ کر میرے دفتر میں ۱۲ مارچ تک مع اسناد ٹائپ شدہ پہنچ جاویں۔ انتخاب سرکاری افسر محکمہ کے اختیار میں ہے۔ ناظر امور عامہ قادیان

بٹالہ صبح کی ٹرین صبح ۱/۲ ۶ بجے جو ٹرین امرتسر جاتی ہے۔ اس میں قادیان اور دیہات کے لوگ سوار نہیں ہو سکتے۔ اگر اس کا وقت ۸ بجے کر دیا جائے تو بہت مفید ہو۔ امید ہے۔ افسران بالا ریلوے توجہ فرمائینگے (مستری الٰہی بخش)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۔ ۳ مارچ ۱۹۲۵ء

دنیا اسلام کی طرف خود بخود آرہی ہے

شریعت کے پیمان جو ہم نے توڑے
وہ لے شے کے سب اہل مغرب نے جوڑے

اہل انگلستان کی عملی زندگی کے بعض پہلوؤں کو دیکھ کر مسدس حالی کا یہ شعر اکثر مجھے انگلستان میں یاد آیا کرتا تھا۔ گو یورپ زبانی اس بات کا اقرار نہ کرے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ انکی تمام سیاسی۔ مادی اور علمی ترقی کا ماخذ اسلام کی تعلیم ہے۔ جس پر عمل کر کے اہل یورپ اس مقام پر پہنچے ہیں۔ اور ان کی ترقی کا معراج اسی زینے کے ذریعے سے ہوا ہے۔ جو آج سے کئی سو سال پیشتر عرب کے ایک امی گروہ نے کھڑا کیا تھا دنیا خوب جانتی ہے۔ کہ گذشتہ ہزار سال کے دور میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب آیا ہے۔ جس نے حکومت۔ تجارۃ علم کے گُر بتائے ہیں۔ کم از کم یورپ کو تو ذاتی طور پر یہ تجربہ حاصل ہے۔ کہ جب تک وہ عیسائیت کی تعلیم کے پابند رہے۔ وہ اقوام کی ترقی کی دوڑ میں ہمیشہ پیچھے رہے۔ لیکن جونہی کہ انہوں نے عیسائیت کے جوئے کو اتارا۔ اور ان دائمی اور فطرتی صداقتوں کو جو اسلام لایا۔ عملاً قبول کیا۔ تو وہ حضیض مسکنت سے اوج سماوات پر پہنچ گئے۔ میں اسوقت یورپ کی ترقی کے اسباب کی تاریخ کو دہرانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ یہ اس قدر طول و طویل مضمون ہے۔ جس کے لئے اخبار کے کالم مکتفی نہیں ہو سکتے۔ اسوقت مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بتائی ہوئی ایک صداقت کا اظہار کرنا مقصود ہے۔ جس پر آج کل انگلستان عمل کرنے اور کروانے میں کوشاں ہے۔

جب سے قدامت پسند گروہ کی پھر دوبارہ حکومت ہوئی ہے جہاں انکو اس بات پر بڑا فخر اور ناز ہے۔ کہ ہوس آف کامنز میں انکی اسقدر تعداد ہو گئی ہے۔ کہ کم از کم آئندہ چار پانچ سال تک نئے انتخاب کا ہونا محال امر ہے۔ وہاں ساتھ ہی انکو یہ خطرہ بھی لاحق ہے کہ اگر اس آئندہ چار پانچ سال کے عرصہ میں انہوں نے اپنی ہستی کی بنیادوں کو مستحکم طور پر قائم نہ کرلیا تو پھر ہمیشہ کے لئے انکی زندگی معرض خطرہ میں ہو جائیگی اس لئے حکومت اور اسکے افراد ایسی کوششیں اور تجاویز عمل میں لا رہے ہیں۔ جن سے ایک طرف تو لیبر پارٹی کے خیالات کو مٹا دیا جاوے۔ اور دوسری طرف تمام ملک کی رائے کو ایک کر لیا جاوے۔ تاکہ آئندہ قدامت پسند گروہ بجائے کسی خاص خیال کے لوگوں کی نمائندگی کے تمام انگلستان کا نمائندہ ہو سکے۔ چنانچہ اس غایت کے حصول کے لئے آجکل انگلستان کے ایک مشہور و معروف اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کے لیڈنگ آرٹیکلز میں ایک سلسلہ مضامین نکل رہا ہے۔ جس میں بعض ارباب حل و عقد نے اپنے فلاسفروں کی تمام Free will (آزاد رائے) کی بحثوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے عرب کے ایک ریوڑ چرانے والے اُمی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنا اپنی حیات کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ اور وہ یہ کہ اسبات پر زور دینا شروع کیا ہے کہ ایسا انتظام کیا جاوے کہ ملک کے تمام کمسن بچوں کو قابو کیا جاوے۔ اور ان کو بچپن سے ہی اپنے سیاسی خیالات کی تعلیم دینی شروع کی جائے۔ اور والدین کو ہدایت کی گئی ہے کہ بجائے چڑیا کوّے کی کہانی کے بچوں کی اپنی سیاسی روایات پر پرورش کی جاوے۔ اور جب بچے آٹھ سال کی عمر کو پہنچ جاویں تو پھر ان کو باقاعدہ تعلیم دی جاوے۔ حتیٰ کہ پندرہ سال کی عمر میں جبکہ وہ تعلیم سے فارغ ہوں۔ اپنے سیاسی خیال میں خوب پختہ ہو جاویں۔ اور اس وقت جن کی عمر سترہ اٹھارہ سال ہے۔ وہ دوسرے انتخاب کے وقت قدامت پسند گروہ کے حق میں ووٹ دے سکیں۔

یورپ کے وہ لوگ سوچیں۔ جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس تعلیم پر معترض تھے۔ کہ پیدا ہوتے ہی بچے کے کان میں اذان کہنا اور پھر سات آٹھ سال کی عمر تک اس کو نماز اور کسی خاص مذہب یا کریڈ کا پابند کرنے کی تعلیم دینا ایک بے معنی بات ہے۔ اور وہ بتلائیں کہ اگر کم سنی کی حالت میں ایک عارضی زندگی کے قیام کے لئے کسی خاص کریڈ کی تعلیم دینا ضروری ہے۔ تو کیوں اس ابدی اور دائمی حیات کے لئے کم سنی کی عمر میں تعلیم دینا منع ہے۔ (خاکسار مصباح الدین احمد عفا اللہ عنہ)

عراق بہ تقاضائے تہذیب پیدا ہو گئی ہے مزید برآں وہ روس کی دوستی کو بھی تازہ کرنا چاہتا ہے۔ جو کہ دن بدن ٹھنڈی ہو رہی ہے

افغانستان کی سنگدلی لیگ آف نیشنز میں

(سول اینڈ ملٹری گزٹ ۔ ۲۳ فروری ۱۹۲۵ء)

دو احمدی دوکاندار جو کہ کابل میں سنگسار کئے گئے ہیں اگرچہ سیاسی رنگ میں ان کی کوئی بھی حیثیت نہ تھی۔ لیکن پھر بھی وحشیانہ قتل بین الاقوام طبقہ میں اس سے بہت زیادہ اہمیت پاگیا ہے۔ جتنا کہ افغانستان نے خیال کیا تھا۔ زمانہ تاریک کے ایک فعل پر سے تو درگذر ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسی تعدیوں کا سلسلہ جاری ہو جانا یقیناً مہذب اقوام میں جن سے ایک افغانستان کو بھی ہونے کا دعویٰ ہے۔ ایک خوف اور نفرت کی لہر پیدا کر دیتا ہے۔ مولوی نعمت اللہ صاحب قادیانی کے قتل کئے جانے پر ہندوستان کے تمام اخباروں سے بلا تمیز احمدی اور غیر احمدی کے بےشمار اظہار نفرت کے خیالات ہمارے پاس پہنچے۔ اور اب پھر دوبارہ نہایت نفرت انگیز جذبات کا اظہار ہمارے پاس پہنچ رہا ہے اس سے بھی بڑھکر اہم اور معنی خیز بات وہ ہے۔ جو کہ ہمیں جنیوا سے معلوم ہوئی ہے۔ اور وہ یہ کہ امام جماعت احمدیہ نے مجلس بین الاقوام سے اپیل کی ہے کہ وہ اس تازہ ظلم کے واقعہ پر مداخلت کرے۔ اگر افغانستان نے اس واقعہ کو اپنے اندرونی معاملات پر محمول کیا۔ تو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مجلس بین الاقوام اس سے زیادہ کچھ اور موثر کارروائی کر سکیگی۔ کہ وہ ایک پُر زور صدائے احتجاج افغانستان کے خلاف بلند کرے۔ اور اسکو اس وقت تک مہذب قوم تسلیم نہ کرے۔ جب تک وہ ان انسانی اصولوں کو قبول نہ کرے جو کہ نئی تہذیب میں رائج ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ ماسکو افغانستان کو خوش آمدید کہنے کے لئے تیار ہو جائیگا۔ یہ بہت نازک معاملہ ہے۔ اور جہاں ہم ان مظالم کو نہایت نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہاں ساتھ ہی ہم امیر کی بھی بعض مشکلات کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہمارا ذاتی خیال جیسے کہ گذشتہ منگل کے لیڈر میں ظاہر کیا تھا۔ یہ ہے کہ امیر نے خلاف مرضی اس لئے اپنی حکومت کو ساتھ ملا کر یہ فعل کرنے کی جرأت کی ہے کہ وہ اس قسم کے قتلوں سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ اس کی حکومت پورے طور پر اسلامی اور قدامت پسند ملاؤں کے خیال کے مطابق ہے۔ نیز وہ اس ذریعہ سے ان مذہبی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا چاہتا ہے۔ جو کہ مذہبی آزادی کی صورت میں

اسلام منوانے کیلئے کبھی تلوار نہیں چلائی گئی

(بھگت ساورکر کے الزامات کا جواب)

معلوم ہوتا ہے۔ پنڈت دیانند جی اب بھگت ساورکر جی کی جون میں رونما ہوئے ہیں۔ کیونکہ اسلام اور اہل اسلام کے حق میں ان کی نوک زبان بھی انہی کا سا کام کر رہی ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ سوامی جی کے خیالی نقشے میں وہ اس دل آزار طریق میں ان سے کبھی بہت زیادہ ترقی کر جائیں۔ ہم ان کی بدزبانی سے کچھ تعرض نہ کرتے ہوئے ان الزامات کی تردید کرتے ہیں۔ جو انہوں نے مقتضائے طبیعت سے اسلام اور اہل اسلام پر لگائے ہیں۔ بھگت صاحب فرماتے ہیں:۔ کہ

"اسلام کی الہامی کتاب قرآن کی جسے کچھ بھی خبر ہے۔ جس کا علم "سپرٹ آف اسلام" کی چکنی چپڑی باتوں پر نہیں ہے۔ اس کے سوا کوئی بھی ایسا آدمی نہیں۔ جو اس بات کو نہ مانے کہ تلوار نے صرف اسلام کی حفاظت کی۔ بلکہ افریقہ ایشیا اور یورپ میں اسلام کا پرچار کیسے ہوا۔ یہ تلوار کی خون سے رنگی ہوئی دھار سے لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح محمود غزنوی اور سلطان ٹیپو پر الزام لگائے ہیں۔ اور گورو تیغ بہادر اور بندہ بیراگی کی مظلومیت کا ذکر کیا ہے"

اصل میں محض تعصب انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے مخالف کی خوبی بھی عیب نظر آنے لگتی ہے۔ قبل اس کے کہ ہم اہل اسلام کے متعلق کچھ کہیں۔ اولاً اسلام اور قرآن کے متعلق کچھ لکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ بھگت صاحب نے پہلے بھی قرآن اور اسلام کی تعلیم پر الزام لگایا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اس بارہ میں ہم وید اور قرآن کی تعلیم کا مقابلہ کر کے ناظرین کو دکھائیں جس سے صاحب انصاف سمجھ جائیں گے۔ کہ بھگت صاحب نے کس دیدہ دلیری سے وید کی تعلیم کو قرآن کی طرف منسوب کر کے قرآن پر ناواجب حملے کئے ہیں۔ اور بغیر مقابلہ کے کسی کی خوبی کی قدر بھی نہیں کی جا سکتی۔

اسلام کی تعلیم۔ لا اکراہ فی الدین۔ دین کے معاملہ میں کسی پر جبر و اکراہ جائز نہیں۔ قل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر کہہ دے۔ کہ سچا مذہب خدا کی طرف سے آ گیا ہے۔ اب جو چاہے۔ مانے اور جو چاہے انکار کرے ما علی الرسول الا البلاغ رسول کے ذمے صرف یہ ہے۔ کہ وہ اسلام کو لوگوں تک پہنچا دے۔ انما انت مذکر لست علیہم بمصیطر۔ تجھے نہ ماننے والوں کے لئے ہم نے داروغہ نہیں بنایا۔ بلکہ نصیحت کنندہ بنا کر بھیجا ہے۔

اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا۔۔۔ اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ۔ کہ لڑائی کی اجازت صرف ان کو دی جاتی ہے۔ جن کو محض اسلام کے قبول کر لینے کی وجہ سے قتل کیا جاتا۔ اور جلا وطن کیا جاتا ہے و لمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل انما السبیل علی الذین یظلمون الناس و یبغون فی الارض بغیر حق۔۔۔ و لمن صبر و غفر ان ذالک لمن عزم الامور۔ کہ جو مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لے۔ اس پر کوئی الزام نہیں۔ الزام ان لوگوں پر ہے۔ جو لوگوں پر ظلم کرتے اور ملک میں ناحق فساد برپا کرتے ہیں۔ اور جو دشمن سے بدلہ لینے کی بجائے صبر کرے۔ اور قوت پا کر معاف کر دے۔ تو یہ بہت بڑا کام ہے۔ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ انہ لا یحب الظالمین۔ جرم کی سزا جرم کے مطابق دینے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن جو معاف کر دے۔ بشرطیکہ معاف کر دینے میں جرم کی اصلاح ہوتی ہو۔ تو اس کے نقصان کا ذمہ دار خدا ہوگا۔ لیکن جو اپنے نقصان کا خیال کر کے معاف نہ کرے باوجود اس اطمینان کے کہ مجرم آئندہ ایسا جرم نہیں کرے گا۔ تو وہ اس کو سزا دینے میں ظلم کرتا ہے۔ اور خدا ظالموں سے محبت نہیں رکھتا۔ لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و لم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین۔ کہ جو لوگ تم کو دین اسلام کی وجہ سے قتل نہیں کرتے۔ اور نہ تم کو وطن سے بے وطن کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ نیکی کرنے سے خدا تم کو نہیں روکتا۔ ان کے ساتھ نیکی اور انصاف سے پیش آؤ۔ تب تم خدا کے محبوب ہو گے۔

یہ مختصر طور پر قرآن کریم کی تعلیم جو غیر مذاہب کے متعلق ہے۔ ہم نے ہدیہ ناظرین کی ہے۔

اب ہم بتلاتے ہیں۔ کہ بانی اسلام اور اہل اسلام نے اس تعلیم پر عمل بھی کیا ہے۔ دیکھو (سوانح عمری محمد صلعم صفحہ ۔۔ مصنفہ پرکاش دیو جی) اس زمانہ کے اہل عرب اور اس زمانہ کے اہل ہنود کا مذہب قریب قریب ایک سا تھا۔ ان سختیوں کو بیان کرنا جو۔۔۔ مسلمانوں نے برداشت کیں۔ کسی پتھر دل کا کام ہے۔ بس اتنا کافی ہے۔ کہ جو ممکن سے ممکن سختی ہو سکتی تھی وہ نبی کریم اور دیگر مسلمانوں پر قریش کی طرف سے ہوئی اور وابستگان توحید نے اس کو برداشت کیا"

اور سر ولیم میور۔ لائف آف محمد جلد دوم صفحہ ۲۲۸ پر لکھتے ہیں:۔

"آنحضرت اپنے اصحاب کو جبر سے کام لینے کی اجازت دینے کے اس قدر مخالف تھے۔ کہ آپ نے ان کو (مسلمانوں کو) حکم دیا تھا۔ کہ دین کے معاملہ میں جو تکلیفیں تم کو پہنچائی جائیں۔ ان کو صبر سے برداشت کرو"

پھر میور (سیرت محمدی جلد سوم صفحہ ۲ حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"ہم محمد صلعم کے ارادہ میں کوئی ایسی ترقی (مدینہ میں آ کر) نہیں دیکھتے ہیں۔ جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہو۔ کہ آپ دوسروں پر اپنے دین کا بار زبردستی ڈالنا چاہتے تھے"

غرض آنحضرت اور آپ کے صحابہ فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ بھی جب مکہ میں داخل ہوئے۔ تو وہی لوگ جنہوں نے اتنا عرصہ اہل اسلام اور بانئے اسلام پر ظلم کرتے کرتے ان پر زمین باوجود فراخی کے تنگ کر رکھی تھی۔ اور بڑی بڑی بے رحمی کے ساتھ مسلمان مردوں اور عورتوں کو ان کی بے کسی کی حالت میں وہ قتل کر چکے تھے۔ وہ آنحضرت کے سامنے ترساں و لرزاں حاضر ہوئے۔ اور معافی کی درخواست کی آپ نے حسب ارشاد قرآنی دل سے تمام دکھ دھو دیئے۔ اور گذشتہ نقصانات اور مظالم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سب کو معاف کر دیا۔ اسی طرح آنحضرت کے بعد خلفاء راشدین کے زمانہ میں جو سکھ غیر مذاہب نے اہل اسلام سے حاصل کئے۔ تاریخ اس کی شاہد ہے۔

مصنف پریچنگ آف اسلام صفحہ ۵۵ و ۹۶ پر لکھتا ہے:۔

"اور عیسائیوں نے مسلمانوں کو دعائیں دیں۔ کہ خدا تم کو پھر ہم پر حکومت دے۔ اور رومیوں پر تم کو کامیاب کرے۔ رومی ہوتے تو وہ ہم کو کچھ واپس نہ دیتے۔ بلکہ جو کچھ ہمارے پاس ہوتا۔ اس کو بھی لے لیتے"

پروفیسر رامدیو صاحب سابق پروفیسر گورکل کانگڑی کا اخبار پرکاش لاہور میں ایک لیکچر چھپا ہے۔ جو ۱۰ نومبر ۱۹۲۰ء کو انہوں نے دیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"یہ غلط ہے۔ کہ اسلام محض تلوار سے پھیلا ہے۔ یہ امر واقع ہے۔ کہ اشاعت اسلام کے لئے کبھی بھی تلوار نہیں اٹھائی گئی اگر مذہب تلوار سے پھیل سکتا ہو۔ تو آج کوئی پھیلا کر دکھلائے"

اس مختصر کے بعد ہم وید اور اہل وید کا عمل بتاتے ہیں۔ پنڈت کھیم کرن داس آریہ اتھرو وید کانڈ ۱۲ سوکت ۵ منتر ۵۱ کا ترجمہ کرتے ہیں:۔

"تو (وید کے مخالفوں کو) کاٹ کاٹ ڈال۔ کاٹ ڈال ناش کر ناش کر (تباہ کر برباد کر)

اور اس منتر کے ذیل میں لکھتے ہیں:۔

"جو جتیندریہ (غالب الحواس) واقف وید ہمیشہ کوشش کرتے ہیں۔ وہ خلاف از وید گناہ اور (وید کے) دشمنوں کو نیست و نابود کر سکتے ہیں"

اور کانڈ ۱۲ سوکت ۵ منتر [illegible] کا ترجمہ پنڈت صاحب یوں کرتے ہیں:۔

"تو وید نندک۔ مذمت کرنے والوں کو، کاٹ ڈال۔ چیر ڈال۔ پھاڑ ڈال۔ جلا دے۔ پھونک دے۔ بھسم کر دے"

اور منتر ۹۸ کا ترجمہ وہ یہ کرتے ہیں:۔

"اس (وید ورودھی) مخالف وید کے لوموں (بالوں) کو کاٹ ڈال۔ اس کی (مخالف وید) کھال اتار دے"

اور منتر ۱۰۰ کا ترجمہ وہ یوں کرتے ہیں:۔

"اس کے (مخالف وید) گوشت کے ٹکڑوں کو بوٹی بوٹی اور اس کے نسوں کو اینٹھ دے"

اور منتر ۱۰۱ کا ترجمہ یہ کرتے ہیں:۔

"اس کی (مخالف وید) ہڈیاں مسل ڈال۔ اس کی مینگ نکال دے"

اور دیانند جی نے یجر وید بھاشیہ میں ادھیائے ۱۳ منتر ۱۲ کے ترجمہ میں مخالف مذہب اور دشمن کو اٹھا اٹھا کر خشک لکڑی کی طرح جلانا لکھا ہے۔ اور پھر رگوید بھاشیہ ص۲۲ میں رگوید منڈل ۱ سوکت ۷ منتر ۸ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:۔

"جو ناستک (کافر) ہے سب کے سب ہمارے نواس ستھان (جائے رہائش) وطن ملک سے دور چلے جاویں بلکہ اپرجی (غیر آریہ) آدمی کسی ملک میں بھی نہ رہیں"

اس مختصر ویدک تعلیم کے بعد پیروان وید کا عمل ملاحظہ ہو تاریخ لاجپت رائے ص۲۱۳

"گرونانک نے (جو ہندوؤں کے شیومت فرقہ سے تعلق رکھتا تھا) آٹھ ہزار جینیوں کا چمڑا اتروا کر ان کو نہایت عذاب سے مارا"

دولت رائے آریہ (بابا بندا بہادر بیراگی ص۲۷ تا ص۳۰) پر لکھتا ہے:۔

"سرہند شہر کے اندر داخل ہو کر مسلمان باشندوں کا قتل عام کیا۔ اور جتنا ممکن تھا۔ ان کو غارت کیا۔ اس کے بعد گرد و نواح کے علاقے کو برباد کیا۔ اور جہاں مسلمان آبادی تھی۔ اسے فنا کر دیا" سات دن تک سرہند کی تمام مسلمان آبادی کو تلوار کے گھاٹ بہشت میں پہنچایا۔ (اس کا یہ فعل مطابق تعلیم یجر وید ۱۳ تھا) باز خاں صوبہ سرہند کے پاؤں میں رسہ ڈال کر گلی گلی اور کوچہ کوچہ تشہیر کروایا۔ اور پھر زندہ آگ میں ڈلوا کر جلا دیا (اس کا یہ فعل یجر وید ۱۳ کے مطابق تھا) سادھورا کے مسلمانوں کی لاشوں کو جلوا دیا (جیسا کہ یجر وید ۱۳ میں لکھا ہے) اور وہاں کے نواب عثمان خاں کو زندہ پکڑ کر ایک درخت پر لٹکا دیا (جیسا کہ یجر وید ۱۳ میں لکھا ہے)"

بھائی پرمانند بیر بیراگی ہندی ص۱۱۶ پر لکھتے ہیں:۔

"بندہ سکھ تھا؟ نہیں۔ بلکہ سچا ہندو تھا"

ناظرین دیکھئے۔ بھگت صاحب نے کس بے باکی کے ساتھ وید کی تعلیم کو اور اہل ہنود کے عمل کو قرآن اور اہل اسلام کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ بھائی پرمانند صاحب بیراگی ہندی ص۲۷ و ص۳۰ پر لکھتے ہیں:۔

"سات دن تک بیراگی کے سپاہی شہر کے مکان گراتے رہے شہر میں کوئی مسجد رہی نہ مقبرہ۔ چودہ جیٹھ سمت ۱۷۶۵ کو ایک بڑا بھاری دربار کیا گیا۔ تمام علاقہ کے مسلمان عہدہ دار ہٹا کر ہندو مقرر کئے گئے۔ مسلمانوں کی سب جاگیریں اور معافیاں ضبط کر لی گئیں"

اس کے مقابلہ پر ایک ہندو (آریہ) سلطان ٹیپو کے متعلق "بھارت ورش کا اتہاس" ہندی ص۲۲۹ پر لکھتا ہے:۔

"کچھ عالموں کی رائے میں ٹیپو نہ تو اتنا اتیاچاری (ظالم) ہی تھا۔ جتنا کہ وہ اکثر ظاہر کیا جاتا ہے۔ اور نہ اسے ہندوؤں سے کوئی خاص عداوت ہی تھی"

پھر اس کتاب کا مصنف اتہاس پر یہی لکھتا ہے:۔

"کہ ٹیپو بالاجی کی ہر طرح مدد کرتا تھا۔ اور مکھ آد ھیش (گدی نشین) سے ہمیشہ دعائے خیر لیتا رہا۔ ایسے آدمی کو جابر اور ہندوؤں کا دشمن بتانا سچائی کا خون کرنا ہے"

اسی طرح اورنگ زیب کے متعلق لین پول لکھتا ہے:۔

"اس کے پچاس برس کے دراز عہد حکومت میں ایک ظالمانہ فعل بھی اس کے خلاف ثابت نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ہندوؤں کے ستانے میں بھی جو اس کی دینداری کا ایک جزو تھا۔ سب کو تسلیم ہے۔ کہ کوئی قتل یا جسمانی تکلیف رسانی پیش نہیں آئی"

اسی طرح جینی جی۔ بی۔ اے گواہی دیتے ہیں۔ کہ

"اورنگ زیب عدل و انصاف میں یکتا تھا۔ اور داد رسی اور غریبوں کی شکایات پر توجہ کرنا اس کا فرض عین تھا"

اورنگ زیب کی زندگی کا روشن اور اصلی پہلو، جس کے ثبوت میں مصنف نے کئی واقعات بھی نقل کئے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھو۔ کتاب آئینہ اسلام۔ ویدک دھرم کی عکسی تصویر

جماعت احمدیہ لاہور کا ریزولیوشن

(جو بذریعہ تار امیر کابل کو بھیجا گیا)

لاہور ۲۲ فروری ۱۹۲۵ء۔ اس خبر پر کہ دو اور بے گناہ احمدی مولوی عبدالحلیم اور قاضی نور علی صاحبان محض اس وجہ سے آپ کے دربار میں سنگسار کر دیئے گئے ہیں۔ کہ انہوں نے کیوں اس آخری زمانہ کے پیغام الہٰی کو قبول کیا جس سے اسلام کے ذریعے انسان خدا کو پا سکتے ہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور اس خلاف انسانیت اور بیدردانہ قتل پر اپنی نفرت اور حقارت کا اظہار کرتی ہے۔ اور امید کرتی ہے۔ کہ آئندہ ایسے شنیع افعال کے اعادہ سے جو کہ آپ کے حکم یا اجازت سے سرزد ہوئی۔ اسلام کو اس کے منکروں کی نظر میں بدنام نہ کیا جائے گا۔

ایک لاکھ والی تحریک

جماعت احمدیہ کا ایثار اور قربانی

جماعتوں کی کارگذاری

۱۴ فروری ۱۹۲۵ء کو تحریک ایک لاکھ والی ارسال کی گئی تھی۔ خطوط سے یہ واضح ہو رہا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ نے اس تحریک کے کامیاب بنانے کے لئے کام شروع کر دیا ہے۔ اور جماعتوں میں ایک جوش اور روح کام کر رہی ہے۔ جس سے امید کی جاتی ہے۔ کہ خدا کے فضل و احسان سے تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے پاک امام کے حضور میں ایک لاکھ روپیہ جمع کر دینگے۔

چونکہ یہ تحریک خدا کے منشاء کے ماتحت کی گئی ہے۔ اس واسطے جو شخص بھی اس کے کامیاب بنانے میں حصہ لیگا۔ اور جس قدر سعی و محنت اس کے کامیاب کرنے میں کرے گا۔ اسی قدر زیادہ ثواب کا مستحق ہو گا۔ احباب نے تحریک کا کام شروع کر دیا ہے۔ جیسا کہ ذیل کے خطوط سے واضح ہو رہا ہے۔

(۲) لدھیانہ جماعت کے سکرٹری لکھتے ہیں:۔ کل مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۲۵ء بروز اتوار حضور کی ایک لاکھ کی تحریک موصول ہو کر موجب سعادت دارین ہوئی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ خاکسار کے دل میں کئی روز سے دعا کے لئے تحریک ہو رہی تھی اور حضور کی طرف سے چندہ کی تحریک کا انتظار تھا۔ دل سے ایک صدا اٹھتی تھی۔ کہ چندہ کے لئے ضرور آج کل ایک آواز اٹھنے والی ہے۔ جس پر لبیک کہنا ہماری سعادت مندی اور خوش قسمتی کا موجب ہے۔ گو رقم کی تعین مدنظر نہیں تھی۔ اس لئے لدھیانہ کی جماعت کی کمزوریوں اور احباب کی غربت کو مدنظر رکھتا ہوا خاکسار درد دل سے دعا کر رہا تھا۔ کہ اے ہمارے مولا تو ہی ہمارا کارساز ہے۔ تیرے سوا کوئی سہارا نہیں۔ دلوں پر تیرا ہی تصرف ہے۔ ہم غریب ہیں۔ نادار ہیں۔ تھوڑے ہیں۔ کمزور ہیں۔ تو ہمارا مولا غنی ہے۔ ہر ایک کی حاجت براری کرنے والا ہے۔ تو قوی ہے۔ جس نے تیرا سہارا لیا۔ اسے کوئی گرا نہیں سکتا۔ تو ہمارے دلوں کو اپنے آقا اور مطاع کے ہر ایک حکم کے لئے جھکا دے۔ ہماری حالت ایسی کر دے۔ کہ جو آواز سیدنا محمود کی زبان سے نکلے۔ ہماری طرف سے یہی جواب ہو

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

وہ تحریک جس کے لئے گوش و دل چشم براہ تھے۔ نمودار ہوئی۔ فوراً اپنے بچوں کے ذریعہ احباب ...

کر کے دار البیعت میں جلسہ منعقد کیا۔ چنانچہ بعد نماز مغرب احباب دار البیعت میں جمع ہو گئے۔ میں دل میں احباب کی ناداری اور کمزوریوں اور اپنی کمزوریوں اور تعلیمی خیال کرتے ہوئے خوف کھا رہا تھا۔ اور امید و یاس کی لہریں دل میں پیدا ہو رہی تھیں۔ کہ میرا مولا ہی ہے۔ جو احباب کے دلوں میں اور نیز میرے دل میں ایثار کی قوت پیدا کرے۔ کیونکہ دراصل خاکسار کی اپنی کمزوریاں ہی ہیں۔ جو رہ رہ کر ڈرا رہی تھیں۔ دار البیعت میں بھی محض اس لئے جلسہ منعقد کیا۔ کہ وہ مقام ہے۔ جہاں زمانہ کے مامور اور مرسل نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت اپنے مشن کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ یہ مقام بھی شعائر اللہ میں سے ہے۔ خیر۔ جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی خاکسار نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں مختصر سی تقریر کے بعد جناب والا کی تحریک پڑھ کر سنائی۔ جس کے سننے سے بدن پر رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔ اور رقت کی وجہ سے قلوب پگھلے جا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت نمائی کا ہاتھ دکھلایا۔ جس قدر دوست حاضر تھے۔ سب نے فراخ حوصلگی سے ایک ایک مہینے کی آمدنی دینے کا وعدہ لکھایا۔ جس سے خاکسار کے دل میں مسرت کا دریا موجیں مارنے لگا۔ باقی احباب جو حاضر نہیں تھے۔ ان سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ جلد وعدے لئے جاوینگے۔

(۲) شیخ عبد الغفور صاحب تاجر کتب گوجرات کا خط ہے۔ جس میں آپ لکھتے ہیں:۔

"پیارے خلیفہ صاحب! میں نے حضور کی تمام چٹھی گھر جا کر پڑھی۔ جوں جوں میں پڑھتا تھا۔ توں توں میرے بدن کے رونگھٹے کھڑے ہوتے تھے۔ حضور! ہماری جانیں آپ پر قربان ہوں۔ ہم کس کے ہیں۔ اور ہمارا مال کس کا ہے۔ پیارے آقا! آپ ہمیں وعدے کیوں یاد کراتے ہیں۔ آپ ہمیں ہزار بار حکم دیں۔ ہم ہزار بار حضور کے حکم پر لبیک کہنے کے لئے دل و جان سے تیار ہیں۔

میرے پیارے خلیفہ صاحب! اگر ہمارے پاس مال نہ ہوگا تو بھی ہم اپنی جان بیچ کر حضور کے قدموں میں مال لا کر ڈال دینگے۔ (جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ حق یہی ہے۔ جو آپنے ادا کیا) اور یہ کسی پر احسان نہ ہوگا (بیشک) بلکہ یہ خاص اللہ تعالیٰ اور اسکے محبوب یعنی پیارے محمود کی رضا کے لئے ہوگا۔

پیارے خلیفہ صاحب! خدا کی قسم ہے۔ اگر میرے ساتھ دنیا کے بندھن نہ ہوتے۔ جو کہ ایک منٹ کے لئے بھی مجھے ادھر ادھر نہیں ہونے دیتے۔ ورنہ سب کچھ چھوڑ کر اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر ان سب کی ذمہ داریاں نہ ہوتیں۔ تو آپ پر نثار ہو جاتا۔ کاش! میں حضور پر نثار ہو سکتا۔ جس کی دل میں حسرت ہے۔ افسوس۔"

(۳) منشی تصدق حسین صاحب احمدی ایجنٹ وکیل سرگودھا کا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"آج کی ڈاک میں حضور کا فرمان محررہ ۱۸ فروری ۱۹۲۵ء درباره تحریک چندہ ایک لاکھ موصول ہوا۔ جو آج ہی خاص اجلاس کر کے جملہ اعضاء انجمن احمدیہ سرگودھا میں پیش ہونیوالا ہے۔ لیکن خاکسار نے قبل جو حضور کی چٹھی کو مطالعہ کیا۔ تو حضور کے غم اور طرح طرح کے فکروں کا حال پڑھکر دل پانی پانی ہو گیا۔ اور اپنی غفلت اور کوتاہی پر سخت ندامت آئی۔

حضور والا! جو صدمات حضور کو دین کے غم میں محسوس ہو رہے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ تو ایسا ہے۔ کہ جس میں انسانی امداد کو دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے ان کی تلافی فرما دے۔ آمین ثم آمین۔ اسی لئے حضور ہم سب بھی دست بدعا ہیں۔ لیکن جو بوجھ حضور کو بیت المال اور قرضہ وغیرہ کی قسم کا اٹھانا پڑا ہے۔ خدا کرے۔ کہ جماعت کے دردمند احباب جلد سے جلد اس سے حضور کو سبکدوش کریں۔

عاجز کے دل میں حضور کی چٹھی کو پڑھتے پڑھتے یہ تحریک ہوئی ہے۔ کہ یہ قرضہ آخر جماعت کے ہی احباب کا ہے۔ اور جنہوں نے قرضہ دیا ہے۔ خدا نے ان کو اسقدر روپیہ دینے کی توفیق عطا فرمائی ہوئی ہے۔ کسی نے قرضہ اٹھا کر تو قرضہ نہیں دیا۔ پھر ایسی صورت میں کیا مشکل ہے کہ وہ اپنے اپنے قرضہ جات صاف کر دیویں۔ اور اس طرح سے قرضہ کا بوجھ جلدی سے جلدی حضور کا اتر جائے۔ اور باقی ضروریات کے واسطے اللہ تعالیٰ تمام جماعت کے دلوں میں لبیک کہنے کی تحریک فرما دے۔

خاکسار نے اس سعر کے متعلق ایک سو روپیہ بمد قرضہ دیا ہوا ہے۔ سو میں صدق دل سے وہ قرضہ معاف کر کے بمد چندہ ہذا (تحریک ایک لاکھ) منتقل کرتا ہوں۔"

جن احباب نے قرضہ کی مد میں روپیہ دیا ہوا ہے۔ اور وہ اب اپنی خوشی سے اسے چندہ خاص (تحریک ایک لاکھ) میں منتقل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے متعلق حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا ارشاد مبارک ذیل میں درج کرتا ہوں۔ تاکہ سب دوست اس سے مطلع ہو جائیں۔

"قرضہ کی رقم چندہ خاص (یعنی تحریک ایک لاکھ) میں اس طرح منہا لی جائیگی۔ کہ قرضہ دینے والے احباب اپنا قرضہ چندہ خاص میں منتقل کرا دیں۔ بلکہ پہلے قرضہ دینے والے صاحب کو رقم قرضہ واپس کی جائے گی۔ پھر اگر وہ چاہیں تو وہ وصول کر کے چندہ میں دیدیں۔"

میں تمام جماعتوں کے عہدہ داران اور دیگر احباب سے جو اس تحریک میں حصہ لینے کا خاص طور پر جوش رکھتے ہیں عرض کرتا ہوں۔ کہ یہ خاص موقعہ ہے۔ جو احباب اس تحریک کے کامیاب بنانے میں سعی فرمائینگے۔ وہ انشاء اللہ خاص الخاص فضلوں کے وارث ہونگے۔ جیسا کہ حضرت اقدس اپنی چٹھی میں دعا فرماتے ہیں:۔

"اور ہر ایک جو اس تحریک کے کامیاب بنانے میں کوشش کرتا ہے۔ اس کو اپنی رحمت سے حصہ وافر عطا فرما۔ اور ان تمام کے لئے غیر معمولی اور غیر مترقب طور پر دینی اور دنیاوی ترقی کے راستے کھولدے۔ اللھم آمین۔"

اللہ تعالیٰ احباب کو اس تحریک کے کامیاب بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فارم جو اس تحریک کے ساتھ ارسال کیا گیا ہے۔ اسے مکمل کر کے واپس فرما دیں۔ جوں جوں وعدے اور فارم اور چندے آتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے حضور روزانہ پیش کئے جاتے ہیں۔ تاکہ حضور جماعت کے احباب کی خدمات و قربانی سے واقف ہو کر اپنی خاص دعاؤں میں یاد فرمائیں۔

ناظر بیت المال - قادیان دارالامان

مجلس مشاورۃ

تمام بیرونی جماعتوں کو اس اعلان کے ذریعہ اطلاع دیجاتی ہے کہ وہ ۱۵ مارچ ۱۹۲۵ء تک اپنی اپنی جماعت کی رپورٹ تیار کر کے مجھے بھیجدیں کہ انکی جماعت نے پچھلے سال کی مجلس مشاورۃ میں جو فیصلے ہوئے۔ ان پر کیا عمل کیا ہے۔ فیصلے رپورٹ مجلس مشاورۃ میں ملاحظہ کئے جائیں۔ بالخصوص جو رپورٹ مجلس مشاورۃ ۱۹۲۴ء کے صفحہ ۱۱ پر درج ہے۔ یہ بھی یاد رہے۔ کہ امسال مجلس مشاورۃ ۱۱-۱۲ اپریل ۱۹۲۵ء کو ہوگی۔ نصر اللہ خان۔ ناظر اعلیٰ قادیان

جماعت احمدیہ کراچی کا امیر

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے جماعت احمدیہ کراچی کے امیر جناب شیخ نیاز محمد صاحب انسپکٹر پولیس کو مقرر فرمایا ہے۔

نصر اللہ خان۔ ناظر اعلیٰ قادیان

اہلحدیث کی اباطیل نمبر ۲

۱۶ جنوری ۱۹۲۵ء کے اہلحدیث میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں جو تناقض ثابت کیا گیا تھا میں پہلے نمبر میں اسکا جواب بفضلہ تعالیٰ دے چکا ہوں اب ان اختلافات کا جواب دیا جاتا ہے جنکو ۲۳ جنوری ۱۹۲۵ء کے اہلحدیث میں ثابت کرنیکی کوشش کی گئی ہے۔

اختلاف اوّل کتاب مسیح ہندوستان میں کے صفحہ ۱۲ پر ہے "حضرت مسیح علیہ السلام ایکسو بیس برس کی عمر پاکر سری نگر کشمیر میں فوت ہو گئے اور سرینگر محلہ خانیار میں انکی قبر ہے" اور تذکرۃ الشہادتین کے صفحہ ۱۰ پر ہے "(مسیح) خدا کے حکم سے دوسرے ملک کی طرف چلا گیا اور ساتھ ہی اسکی ماں گئی جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ...... اور احادیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد عیسیٰ ابن مریم نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی اور پھر فوت ہو کر اپنے خدا کو جا ملا"۔

یہ دو تحریریں نقل کر کے نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں کہ "اس دوسری عبارت کے الفاظ سے بات نکلتی ہے کہ بقول مرزا صاحب حضرت مسیح کی کل عمر (۳۳ + ۱۲۰) ایکسو تریپن برس بنتے ہیں"۔

جواب پیشتر اسکے کہ کسی انسان کی کلام سے کوئی استدلال کیا جاوے خود حق پسند انسان کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اس امر پر غور کرے کہ متکلم نے کس غایت اور مقصد کے لئے یہ کلام بیان کیا ہے تا ایسا نہ ہو کہ کلام کے مفہوم کو نہ سمجھتے ہوئے استدلال کرنے میں غلطی کا مرتکب ہو جائے۔ سو اگر کوئی معترض ماسبق لہ الکلام (جس غرض کے لئے کلام بیان کی گئی ہو) کو نظر انداز کرتے ہوئے کسی عبارت کو تناقض اعتراضات بناتا ہے تو اسکا اعتراض ہرگز قابل قبول نہیں ہو سکتا چنانچہ حضرت اقدسؑ کی ان ہر دو تحریروں پر بھی معترض نے کلام کی اصل غرض اور مقصود کا خیال نہ رکھتے ہوئے اعتراض کر دیا ہے ورنہ بات تو صاف ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بوجہ احادیث کی تصریح کے مسیح علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس برس تسلیم کی ہے جیسا کہ کتاب "مسیح ہندوستان میں" اور دیگر کتب میں بھی حضرت نے بیان فرمایا ہے۔ اور کتاب تذکرۃ الشہادتین میں اس امر کا ثبوت دے رہے ہیں کہ مسیح آسمان پر نہیں گئے بلکہ واقعہ صلیب کے بعد آپنے عمر کا کثیر حصہ دنیا میں بسر کیا جیسا آیت کریمہ وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ سے بھی ثابت ہے۔ پس حضور کا منشا اسجگہ یہی ظاہر کرنا ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب سے زندہ اتر کر کسی اور ملک کی طرف تشریف لے گئے اور وہیں اپنی عمر بسر کر کے وفات پا گئے جیسا کہ اس تحریر کی اگلی پچھلی عبارت پڑھنے سے بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے۔

تو حضرت مسیح موعود کی تقریر مندرجہ تذکرۃ الشہادتین کا مدعا بھی یہی ہے جو میں نے ظاہر کر دیا ہے اور خود معترض صاحب اگر انصاف سے دیکھیں تو انکو بھی معلوم ہو گا تو پھر حضور علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ "احادیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد عیسیٰ ابن مریم ایکسو بیس برس کی عمر پائی" سوائے اسکے اور کوئی معنے نہیں رکھتا کہ حضرت مسیح نے واقعہ صلیب کے بعد زندگی بسر کی اور اسقدر بسر کی کہ احادیث کے مطابق ۱۲۰ برس کی عمر پوری کر کے وفات پائی۔ حضور کی اس عبارت میں اگر غور نہ کیا جاوے تو بظاہر ایک مخالف یہ غلط فہمی ڈال سکتا ہے کہ آپ کے نزدیک علاوہ پہلی عمر کے واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح کی عمر ۱۲۰ سال ہوئی لیکن حضرت اقدسؑ کی دوسری تصریحات اور اسی عبارت کے ماقبل و مابعد پر غور کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صلیب پر چڑھائے جانے سے پہلی اور پچھلی عمر دونو کو ملا کر ایکسو بیس سال تسلیم کیا ہے تبھی تو آپ فرماتے ہیں کہ احادیث کے مطابق حضرت عیسیٰؑ نے ایکسو بیس برس کی عمر حاصل کی تھی۔

اختلاف دوم کتاب ازالہ اوہام حصہ دوم کے صفحہ ۶۸۳ پر ہے "اور ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اسوقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے کسی نے بجز اس عاجز کے دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں بلکہ اس مدت تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعویٰ نہیں ہوا کہ میں مسیح موعود ہوں" اور رسالہ لیکچر لاہور کے ٹائٹل پیج کے صفحہ ۲ پر ہے "آج پرچہ پیسہ اخبار ۲۷ اگست ۱۹۰۴ء کے پڑھنے سے مجھے معلوم ہوا کہ حکیم مرزا محمود نامی ایرانی لاہور میں فروکش ہیں وہ بھی ایک مسیحیت کے مدعی کے حامی ہیں۔

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت مندرجہ ازالہ اوہام میں عمیق نظر کے ساتھ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کا منشاء یہ ہے کہ کسی شخص نے ایسا مسیح ہونیکا دعویٰ نہیں کیا جو موعود یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی علامات و نشانات کے مطابق ہونے کا مدعی ہو کیونکہ جس مسیح کا مسلمانوں کو وعدہ دیا گیا ہے اسکے لئے انہیں علامات کے ساتھ آنا ضروری ہے جنکی تصریح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دی ہوئی ہے ورنہ حضور کو مطلق مدعی مسیحیت سے انکار نہیں ہے جیسا کہ آپ اسی عبارت سے ذرا آگے چلکر فرماتے ہیں "اور تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک عیسائی نے امریکہ میں بھی مسیح ابن مریم ہونیکا دم مارا تھا" اور پھر لیکچر لاہور میں بھی مرزا حسین علی صاحب کے متعلق صرف مسیحیت کے دعوے کا اقرار کیا ہے۔ سو حضرت اقدسؑ کو انکار صرف اس مدعی کا ہے جو مسیح موعود ہو یعنی اپنے ساتھ وہ دلائل و براہین رکھتا ہو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی صداقت کیلئے بیان فرمائی ہیں اور یہی نہیں بلکہ اپنے آپکو انکا مصداق بھی ٹھہراتا ہو۔

اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جناب مرزا حسین علی صاحب المعروف بہاء اللہ ہرگز اسلامی موعود نہیں ہو سکتے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی نسبت کہیں بھی یہ خبر نہیں دی کہ وہ شریعت محمدیہ کو منسوخ کریگا اور مجھ سے بھی بلند مرتبہ ہو گا حتیٰ کہ ترقی کرتے کرتے آخر خدا ہو جائیگا۔ لیکن مرزا حسین علی صاحب نے قرآن شریف کو منسوخ قرار دیا اور اسلامی احکام کو اپنے مریدوں کے لئے بدل دیا اپنے آپ کو خدا منوانے کی بھی کوشش کرتے رہے (دیکھو ریویو آف ریلیجنز ماہ جنوری ۱۹۲۵ء) اور یہ کہیں بھی ثابت نہ کیا کہ میں وہ مسیح ہوں جسکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ اسکے ذریعہ خدا تعالیٰ اسلام کو ترقی اور تمام مذاہب پر غلبہ عطا کریگا۔ پس مرزا حسین علی صاحب جب اسلامی موعود ہونیکے مدعی ہی نہیں ہیں تو پھر حضرت اقدسؑ کے یہ تحریر فرمانے میں کہ کسی نے میرے سوا مسیح موعود ہونیکا دعویٰ نہیں کیا" کوئی خرابی لازم نہیں آتی ہے۔

نیز حضرت احمد جری اللہ علیہ السلام نے صاف فرمایا ہے کہ "اس مدت تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعویٰ نہیں ہوا" تو اب اگر معترض صاحب کسی ایسے شخص کا دعویٰ مسیحیت ثابت کرتے جو مسلمان ہوتا تو ہمیں اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تحریر فرمانے میں غلطی کی ہے۔ لیکن مرزا حسین علی صاحب چونکہ مسلمان متصور ہی نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ پہلے جناب علی محمد باب کے متبع تھے جس نے اعلان کیا تھا کہ آج کے دن سے قرآن مجید کا زمانہ ختم ہو گیا اور البیان کا دور آ گیا پس جو انکے ساتھ شامل ہوتا تھا وہ مسلمان نہیں ہوتا تھا کیونکہ وہ قرآن مجید کی شریعت کا زمانہ ختم سمجھتا اور البیان کے حکموں پر چلنے کا اقرار کرتا تھا۔ اسلئے حضور کے فرمودہ کو صحیح ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ کیا ایسا شخص جو شریعت محمدیہ کو منسوخ سمجھتا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم الشان نبی سے اپنے آپ کو افضل قرار دیتا ہو آپ کے احکام جو بحکم الٰہی تھے انکو تبدیل کر کے اپنے احکام جدیدہ جاری کرتا ہو اور پھر وہ مدعی الوہیت ہو کر اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کی کوشش کرتا ہو مسلمان ہو سکتا ہے؟ کیا معترض صاحب کوئی ایسا شخص بتلا سکتے ہیں جو باوجود ان محظورات کے مرتکب ہونیکے مسلمان سمجھا گیا ہو؟ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا۔

پس مسیح موعود علیہ السلام کا مقصد یہی ہے کہ کسی مسلمان نے ایسا دعویٰ نہیں کیا ورنہ مطلق دعویٰ کرنے والوں سے انکار نہیں، جیسا کہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۸۳ پر ہی فرماتے ہیں "ہاں عیسائیوں نے مختلف زمانوں میں مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کیا تھا"۔

سو حضرت اقدسؑ کا یہ لکھنا کہ "اسوقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے کسی نے بجز اس عاجز کے دعویٰ نہیں کیا......" لیکچر لاہور والی

عبارت کہ جسمیں مرزا حسین مخالف ہے زیر فرق کے دعوی مسیحیت کے قریب نہ تھا تو درحقیقت تناقض نہیں ہے فثبت المطلوب۔

اختلاف سوم ازالہ اوہام کے حاشیہ پر ہے "سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا جسکو درحقیقت بیداری کہنا چاہئے" اور پھر ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۹۷ پر ہے "برخلاف اجماع صحابہ حضرت عائشہ ..... یہی بیان کا اظہار کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسم کے ساتھ شب معراج میں گئے نہ آسمان پر بلکہ وہ ایک رویائے صالحہ تھی اب ظاہر ہے کہ عائشہ صدیقہ کا یہ قول بخاری اور مسلم کا کچھ خلل انداز نہیں ہوا ..... تو پھر اس عاجز کے ازالہ اوہام سے صحاح ستہ کیونکر نکمی اور بیکار ہو جائیں گی مسیح کا جسم کے ساتھ آسمان پر جانا کہاں ایسا ثابت ہے جیسا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔"

(نوٹ) پہلے قول میں معراج جسمانی کا انکار دوسرے میں اقرار۔

جواب جب میں اصل حوالہ کو نکال کر اسکے سیاق و سباق پر غور کرتا ہوں تو میرے تعجب اور حیرت کی کوئی حد نہیں رہتی ان مخالفین انبیاء کی جرأت و دلیری پر جو دیدہ دانستہ مخلوقات کی آنکھوں میں خاک ڈالکر صراط مستقیم کو چھپانیکی کوشش کرتے ہیں چنانچہ مذکورہ بالا دونو عبارتوں میں تناقض ثابت کرنیکے لئے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ دھوکا دہی سے کام لیا گیا ہے کیونکہ پہلے حوالے سے جو پتہ ملتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج جسمانی نہیں بلکہ روحانی تھا اسکے خلاف آپ نے کہیں بھی بیان نہیں فرمایا کہ آپ کا معراج جسمانی تھا بلکہ دوسری عبارت جو نقل کیگئی ہے اسمیں آپ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے اعتراض کہ "اگر آپ کا مثیل مسیح ہونا مان لیا جاوے تو پھر بخاری و مسلم و دیگر صحاح نکمی اور بیکار ہو جائینگی" کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ باوجود معراج جسمانی پر صحابہ کے اجماع اور قوی ثبوت ہونیکے حضرت عائشہ جسمانی معراج سے انکار کرتی ہیں اور اس سے بخاری و مسلم اور دیگر صحاح نکمی نہیں ہو جاتیں تو پھر جب حضرت مسیح کے آسمان پر اسی جسم کے ساتھ جانیکا ویسا ثبوت بھی نہیں ہے اگر میں مسیح علیہ السلام کے رفع جسمانی کا انکار کرتا ہوں تو پھر احادیث کیوں نکمی اور بیکار ہو جاتی ہیں۔

اب صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دوسری عبارت میں معراج روحانی یا جسمانی کے متعلق اپنے عقیدہ کا اظہار نہیں کر رہے ہیں بلکہ ان دونو قسم کے ثبوتوں کا جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج جسمانی اور مسیح علیہ السلام کے رفع جسمانی کا استدلال کیا جاتا ہے مقابلہ کر کے بتا رہے ہیں کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ کے معراج جسمانی کے انکار سے (باوجودیکہ بظاہر مسیح علیہ السلام کے رفع جسمانی کی نسبت معراج جسمانی کے اثبات کیلئے قوی ثبوت ہے) کوئی اعتراض نہیں ہے تو پھر حضرت مسیح کے رفع جسمانی کے انکار اور مثیل مسیح کی آمد کے اقرار سے جبکہ ویسا ثبوت بھی نہیں ہوگا کیا حرج لازم آسکتا ہے؟ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چونکہ دوسرے حوالہ کی عبارت میں اپنے عقیدہ کا اظہار ہی نہیں کیا بلکہ مخالف کے مسلمات ہی سے الزامی جواب دیکر اس کے اعتراض کو باطل کیا ہے اور پہلی تحریر میں خود اپنے عقیدہ کا اظہار فرمایا ہے اسلئے ان دونو تحریروں میں کوئی تناقض نہیں ہے۔

اختلاف چہارم ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۷ کے حاشیہ پر ہے "اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان کا ہلنا اور جنبش کرنا بھی بپایہ ثبوت نہیں پہنچتا۔ اور نہ درحقیقت انکا زندہ ہو جانا ثابت ہوتا ہے" اور کتاب آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۶۸ پر لکھا ہے "اور حضرت مسیح کی چڑیاں باوجودیکہ معجزہ کے طور پر انکا پرواز قرآن کریم سے ثابت ہے مگر پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھیں اور کہیں خدا تعالیٰ نے یہ نہ فرمایا کہ وہ زندہ بھی ہو گئیں۔"

جواب عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح خدا تعالیٰ کی طرح سچ مچ پرندوں کی مثل چڑیاں وغیرہ بناتے تھے جو حرکت اور جنبش کرنیکے علاوہ دوسرے جانوروں کی طرح پرواز بھی کرتی تھیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ اس عقیدہ کو ماننے سے شرک فی الصفات لازم آتا ہے باطل سمجھتے تھے اسلئے ازالہ اوہام میں جو حضور نے ان چڑیوں کے متعلق فرمایا ہے کہ "ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا" یہ ایسی پرواز کے ثبوت کا انکار ہے جسکو عام مسلمان تسلیم کرتے ہیں کہ باقی پرندوں کی طرح حضرت مسیح کے بنائے ہوئے پرندے بھی حرکت اور پرواز کرتے تھے۔ اس انکار کی وجہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ "کہیں خدا تعالیٰ نے نہ فرمایا کہ وہ زندہ بھی ہو گئیں" سو اس حوالہ سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو یہی کہ آپ ان پرندوں کے اس پرواز کو جسے جاہل سمجھے بیٹھے ہیں قرآن و حدیث کے فرمودہ کے مطابق غلط قرار دیتے ہیں اور آئینہ کمالات اسلام میں جو آپ نے ان جانوروں کا پرواز وغیرہ کرنا قرآن کریم کے ثبوت کی بنا پر تسلیم کیا ہے تو اس سے وہ پرواز کرنا ہرگز مراد نہیں ہے جسکو عام مسلمان مانتے ہیں بلکہ ایسا پرواز جو بطور معجزہ کے چند منٹوں کیلئے مسمریزم یا کسی اور آلہ کے ذریعہ سے حضرت مسیح انہیں پیدا کر دیتے تھے جبھی تو آپ فرماتے ہیں کہ مسمریزم کے بعد پھر مٹی کے مٹی ہی ہو جاتے تھے اور ازالہ اوہام حصہ اول کے صفحہ ۳۰۳ پر بھی فرماتے ہیں "کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دیدی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے سے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو" پس مذکورہ بالا دونو تحریروں میں اختلاف ثابت کرنیکی کوشش کرنا سوائے اسکے نہیں کہ اپنی جہالت اور لاعلمی کا ثبوت دینا ہے۔

اختلاف پنجم اعجاز احمدی کے صفحہ ۷۱ پر ہے (۱)

"له خسف القمر المنير وان لي
خسفا القمران المشرقان أتنكر؟"

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند و سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کریگا"

(ب) "نزول المسیح" کے صفحہ ۷۳ پر ہے "یہ آیت یعنی وان یروا آیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر یہ سورۃ القمر کی آیت ہے جو شق القمر کے معجزہ کے بیان میں ہے اُسوقت کافروں نے شق القمر کے نشان کو ملاحظہ کر کے جو ایک قسم کا خسوف تھا یہی کہا کہ اسمیں کیا انوکھی بات ہے" اور کتاب چشمہ معرفت کے ضمیمہ کے صفحہ ۲۷ پر ہے "قرآن شریف میں مذکور ہے کہ آنحضرت کی انگلی کے اشارہ سے دو ٹکڑے ہو گیا اور کفار نے اس معجزہ کو دیکھا اسکے جواب میں یہ کہنا کہ ایسا وقوع میں آنا خلاف علم ہیئت ہے یہ سراسر فضول باتیں ہیں ....."

جواب شق القمر کے متعلق حضرت مسیح موعود نے یہ نہیں فرمایا کہ فی الواقع ظاہری طور پر چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا اور اسطرح پھٹ گیا تھا جسطرح کچھ چیزیں دنیا میں ٹوٹتی ہوئی نظر آتی ہیں بلکہ آپ کے نزدیک وہ ایک کشف تھا کہ کافروں نے بھی اسکے باعث چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھ لیا جیسے حضرت اقدس کفار کے متعلق ضمیمہ چشمہ معرفت کے صفحہ ۲۸ پر فرماتے ہیں۔ "اب ظاہر ہے کہ اگر شق القمر وقوع میں نہ آیا ہوتا تو مکہ کے مخالف لوگ اور جانی دشمن کیونکر خاموش بیٹھ سکتے تھے" اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انھوں نے چاند کا پھٹنا حسی طور پر دیکھا ہو کیونکہ جب کشفی رنگ میں انھوں نے چاند کے ٹکڑے ہونیکا نظارہ دیکھ لیا تو پھر وہ آیت کریمہ وانشق القمر کے خلاف کس طرح آواز بلند کر سکتے تھے؟ تو اس واقعہ کا کشفی طور پر وقوع میں آنا چونکہ کفار مکہ کے عدم انکار سے ثابت ہوتا ہے اسلئے یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہ علم ہیئت کے خلاف نہیں ہے۔ باقی حضور علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ "ایک قسم کا خسوف تھا" اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ جیسے عام طور پر چاند کو گرہن ہوتا ہے ویسے ہی یہ بھی گرہن تھا بلکہ گرہن میں بھی چونکہ چاند یا سورج میں تغیر واقع ہوتا ہے اور شق القمر کے وقت بھی چاند میں کشفی طور پر ایک تغیر ہی دکھایا گیا تھا اسلئے آپ نے اسکو ایک قسم کا خسوف ہی کہدیا ورنہ اگر آپ کا یہ مدعا ہوتا کہ یہ گرہن ہی تھا تو صاف یہی فرما دیتے کہ وہ یقیناً خسوف ہی تھا "ایک قسم کا خسوف تھا" کہنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی؟ سو یہ الفاظ شعر میں جو لفظ خسوف آیا ہے اسکی بھی اچھی طرح توضیح کر دیتے ہیں۔

پس دونو جوابوں کے الفاظ میں غور کرنے سے صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ انمیں قطعاً کوئی تعارض و اختلاف نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کشف ہی کو جو دو ٹکڑے ہونیکا تھا "ایک قسم کا خسوف تھا" کے الفاظ سے بیان فرمایا ہے فلا منافات۔

ربنا اشرح صدر من لم یؤمن الی الآن واخرجه من ورطة الاوهام لكي يعلم صدق مبلّغ بالبرهان۔

اللھم آمین۔ راقم محمد یار (مولوی فاضل)

لجنہ اماء اللہ کا خاص اجلاس

یہ امر اطلاعاً ہمیں لجنہ کی نائب سکرٹری محترمہ صاحبہ نے اشاعت کے لئے بھیجا ہے۔ سیدہ امۃ الحی کی وفات سے ہر گھر کو جو رنج پہنچا ہے۔ اس محترمہ کی وفات کا صدمہ تین ماہ گذرنے پر بھی ویسا ہی ہے تاہم اتنی دیر کے بعد اظہار افسوس کے لئے ریزولیوشن لجنہ کی مستعدی پر حرف لانے والا ہے۔ ہمیں یہ معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی کہ ایک لائبریری قایم کی جارہی ہے خدا کرے خواتین سلسلہ کو ذوق تعلیم عطا ہو اور وہ صرف دینی کتابیں پڑھیں۔ جن سے دین کے لئے مفید اور ان کے فرائض دنیویہ میں مد ہوں۔ ایک دن مقرر کرکے دعا کے لئے جمع ہونا مجھے یہ خوف ہے کہ یہ اس فنکشن کا اتباع نہ سمجھا جائے جو محض دعا کی حقیقت سے غافل قوموں کا معمول رہا ہے یہ رسم فاتحہ خوانی کے دلدادوں کے لئے ایک سند نہ مہیا کردے اسلئے بہتر ہوگا کہ اس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح سے استصواب کر لیا جائے۔ **ایڈیٹر**

لجنہ کا یہ خاص اجلاس تمام ممبرات کے اتفاق رائے سے یہ ریزولیوشن پاس کرتا ہے کہ ہم ممبرات لجنہ اماء اللہ کو حضرت امۃ الحی مرحومہ سابق سکرٹری لجنہ اماء اللہ کے انتقال پرملال سے نہایت صدمہ پہنچا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی وفات سے لجنہ کو جو صدمہ پہنچا ہے اس کی کوئی تلافی نظر نہیں آتی الا ان یشاء اللہ ہم تمام ممبرات لجنہ مرحومہ کی اس سعی کوشش کو تا دم مرگ نہیں بھلا سکتیں جو مرحومہ کو اس لجنہ کی پہلی سکرٹری ہونیکی وجہ سے کرنا پڑیں ہم خوب محسوس کرتی ہیں کہ عورتوں میں انجمن قائم کرنا اور پھر کئی سال تک سکرٹری شپ کے محنت کش فرائض ادا کرنے اور نہایت باقاعدگی سے ہر ہفتہ اجلاس کرنا اور پھر اجلاس کی کارروائی پر عمل پیرا ہونا ایک عورت کے لئے جو دوسرے خانگی فرائض کی بھی ذمہ دار ہو نہایت مشکل بلکہ قریباً ناممکن ہے مگر مرحومہ نے کئی سال ان فرائض کو باحسن الوجوہ ادا کیا جس کا اللہ تبارک تعالیٰ مرحومہ کو اجر عظیم عطا فرما دے ہم تو کما حقہٗ اس کا زبان کو شکریہ بھی ادا نہیں کر سکتیں پھر مرحومہ نری سکرٹری ہی نہ تھیں بلکہ لجنہ کی ایک طرح کی بانی تھیں اس لئے لجنہ اماء اللہ کے ذریعہ جو آئندہ ایسی تجاویز عمل میں لائی جاویں گی جو اللہ رب العالمین کی خوشنودی کا باعث ہوں اس کا ثواب بھی مرحومہ کے نامہ اعمال میں لکھا جاویگا وما ذالک علی اللہ بعزیز۔ مرحومہ نے صرف سکرٹری ہی کا کام نہیں کیا بلکہ لجنہ کے امور دیگر کو کہ بیاہی عورتوں میں جو مدرسہ میں داخل نہیں ہو سکتیں دینی اور دنیوی تعلیم کا سلسلہ جاری کیا جاوے عملی جامہ پہنایا گیا یہاں کی احمدی مستورات خوب جانتی ہیں کہ مرحومہ نے بہت سی عورتوں کو قرآن مجید حدیث شریف حضرت مسیح موعود کی کتب فارسی اور عربی کی تعلیم متواتر چھ ماہ سے زیادہ دی ہے اور اسطرح اپنا تمام وقت فرقہ نسوان کی بہبودی میں وقف کر دیا جسکا شکریہ بھی ہم سے ادا نہیں ہو سکتا پھر مرحومہ کا وجود ہی تھا کہ جسکی وجہ سے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر عورتوں کیلئے علیحدہ اور باضابطہ قیام و طعام اور تقریروں کا انتظام ہو گیا پھر مرحومہ کا یہ ایسا احسان ہے کہ جسکی ممنون ہر ایک احمدی عورت ہے اللھم اغفرلھا وارحمھا۔ یہ تو مختصر بیان کہ مرحومہ کی اس حیثیت کا ہے جو مرحومہ کو لجنہ کی سکرٹری ہونیکی سبب سے تھی مگر آہ ہم کسطرح فراموش کر سکتے ہیں مرحومہ کو کہ وہ ہمارے نبی کی بہو ہمارے خلیفۃ المسیح اول کی لخت جگر اور ہمارے خلیفۃ المسیح ثانی کی ہمدم و ہمراز بیوی تھیں ان گہرے تعلق کی وجہ سے جو صدمہ مرحومہ کی وفات نے ہمارے قلوب پر کیا ہے اللہ ہی اسکو بہتر جانتا ہے اِنَّمَآ اَشْکُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ۔ پھر مرحومہ کا عین شباب میں ایک لمبی بیماری کے بعد تین خورد سال معصوم بچوں کو چھوڑ کر اس دار فانی سے دار باقی کی طرف چلے جانا صدمہ کو اور بھی بڑھا دیتا ہے پھر ان تمام صدموں کے علاوہ ایک اور حیثیت سے بھی لجنہ اور دیگر احمدی مستورات کے لئے مرحومہ کا انتقال نہایت نقصان کا موجب ہے اور وہ اسطرح کہ مرحومہ عملاً صیغہ نسوان کے کاموں کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی پرائیویٹ سکرٹری تھیں جن امور میں لجنہ حضور موصوف سے استصواب کرتی وہ حضرت مرحومہ کے ذریعہ سے جواب پاتی اور اس امر کے اظہار سے بھی ہم رک نہیں سکتیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح احمدی مستورات کی دینی و دنیوی تربیت بھی ایک حد تک مرحومہ کے ذریعہ فرماتے رہے اسلئے ہم تمام ممبرات ان تمام امور کو مدنظر رکھتے ہوئے مرحومہ کے انتقال پرملال پر اپنے دلی صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے مندرجہ ذیل امور پاس کرتی ہیں۔

(۱) ہم ممبرات لجنہ اماء اللہ اپنی سابقہ سکرٹری صاحبہ کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے انکی طرف سے بطور صدقہ جاریہ ایک لڑکی کا وظیفہ مقرر کرتی ہیں جو کہ دینی تعلیم حاصل کرے اسکے چندہ میں صرف ممبرات لجنہ ہی شریک ہونگی۔

(۲) ہم ممبرات مرحومہ کی یادگار میں ایک لائبریری قائم کرتی ہیں جس کا نام **امۃ الحی لائبریری** ہوگا اس لائبریری میں ہمارے سلسلہ کی تمام کتب کے علاوہ تمام علوم کی مفید کتب بالخصوص فرقہ نسوان کے متعلق رکھی جاوینگی اور سلسلہ کے تمام اخبارات و رسائل کے علاوہ بعض مفید اردو رسالجات بھی منگوائے جائینگے اس لائبریری کا ایک ریڈنگ روم بھی ہوگا اس لائبریری کے قیام کیلئے جلسہ سالانہ پر آنیوالی مستورات سے ہر فی خاندان چندہ لینا تجویز کیا ہے اس چندہ میں قادیان کی عورتیں بھی شامل ہونگی اور ہم ممبرات لجنہ خدا تعالیٰ سے دعا کرتی ہیں کہ وہ ہمکو توفیق عطا فرما دے کہ مرحومہ کی یادگار میں ایک نہایت مفید لائبریری قائم کر سکیں۔ نیز ہم سلسلہ کے مردوں سے التماس کرتی ہیں کہ وہ حسب توفیق کتب بھیجکر اس مفید کام میں ہماری امداد فرمائیں۔

(۳) امر سوم ہم تمام ممبرات لجنہ اس صدمہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور حضرت ام المومنین علیہما السلام اور والدہ صاحبہ مرحومہ و دیگر مرحومہ کے تمام متعلقین سے اظہار ہمدردی کرتی ہیں اور دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے تمام متعلقین کو اس صدمہ میں صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(۴) ہم اس امر کا اظہار بھی ضروری سمجھتی ہیں کہ مرحومہ کی علالت میں تیمارداری اور بعد از وفات تجہیز و تکفین و تدفین کے اعمال میں جو اسلامی کامل نمونہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی علیہما السلام نے دکھایا ہے وہ فرقہ نسوان کی عزت کو بڑھانے والا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مردوں کیلئے ایک مفید سبق ہے۔

(۵) ہم تجویز کرتی ہیں کہ سلسلہ احمدیہ کی تمام عورتیں اپنی اپنی جگہ کوئی دن مقرر کرکے جمع ہو کر مرحومہ کے لئے خلوص دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دیوے اور مرحومہ کے بچوں کو سلامت باکرامت رکھے۔

(۶) ہم ممبرات لجنہ تجویز کرتی ہیں کہ سکرٹری صاحبہ اس ریزولیوشن کی نقول حضرت خلیفۃ المسیح الثانی علیہما السلام حضرت ام المومنین اور والدہ صاحبہ میاں عبدالسلام سلمہ اللہ کی خدمت میں ارسال کر دیں نیز ایک نقل سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تمام اخبارات میں شائع کرنے کے لئے بھیجدیں۔ والسلام

ممبرات لجنہ اماء اللہ قادیان دارالامان

نوٹ:۔ اس ریزولیشن میں جس لائبریری کا ذکر ہے وہ قائم ہو گئی ہے نقد چندہ اور کتب کی ضرورت ہے جو محاسب صاحبہ لجنہ اماء اللہ کے نام ارسال کی جاویں اور دعا کے متعلق گذارش ہے کہ جب یہ اخبار بہنوں تک پہنچے تو اپنی اپنی جگہ تمام بہنیں کوئی ایکدن مقرر کرکے مرحومہ کے لئے دعا کریں۔ راقمہ صالحہ سکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان۔

ضروری اعلان متعلق حق مہر

حق مہر کا ادا کرنا ایک ایسا ہی اسلامی فرض ہے جیسے دوسرے اسلامی فرائض اسلام۔ لیکن کئی لوگ اسکی مطلق پرواہ نہیں کرتے خواتین احمدیہ کا حق ہے کہ اگر کوئی مرد ادا کرنے پر لیت و لعل کرتا ہے تو وہ بتوسط قضاء کے ذریعہ سے وصول کر لیوے۔ زین العابدین ولی اللہ ناظر تعلیم و تربیت

مولوی ثناء اللہ صاحب کی کٹ حجتی

ہم نے الفضل مورخہ ۲۲ جنوری کے پرچے میں غیر احمدی صاحبان سے ایک سوال کی سرخی کے ماتحت قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت پیش کی تھی۔ یا اھل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر فقد جاءکم بشیر و نذیر۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اہل کتاب کو فرماتا ہے۔ کہ تمہاری طرف رسول آئے۔ چونکہ ایک وقفہ گذر گیا ہے۔ اس لئے ہم نے اب پھر تمہاری طرف رسول بھیجدیا ہے۔ تاکہ تم یہ عذر نہ کرسکو۔ کہ تمہاری طرف کوئی رسول نہیں آیا۔ ہم نے یہ سوال کیا تھا۔ کہ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے کسی قوم کے اس عذر کو۔ "کہ ہماری طرف کوئی رسول نہیں بھیجا گیا۔ اس لئے ہم گمراہ رہے" صحیح تسلیم کیا ہے۔ جب کہ ان کی طرف رسول بھیجے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا ہو۔ پس اگر حضرت عیسےٰ سے چھ سو سال بعد اہل کتاب کا یہ عذر صحیح ہوسکتا ہے۔ تو آج آنحضرت سے تیرہ سو سال بعد پندرھویں صدی والے قوم کا یہ عذر صحیح ہوسکتا ہے۔ پس اگر اہل کتاب کے عذر کو بشیر و نذیر رسول کے بھیجنے کے ساتھ توڑا گیا۔ تو اس وقت بھی اتنے لمبے عرصے کے بعد کوئی نہ کوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے رسول آنا چاہیئے تھا۔

اب بجائے اس کے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب قرآن کریم سے اس سوال کا کوئی تحقیقی جواب دیتے۔ آپ حسب عادت چند بیہودہ لائنیں اور دم گرے مارنے کے بعد لکھتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں۔ کہ مجھ سے پہلے تیرہ سو سال میں کوئی نبی نہیں ہوا۔ پس مرزا صاحب سے بیشتر جب کوئی نبی نہیں ہوا۔ تو اتنی مدت کے لوگوں کا خدا کے ہاں کوئی عذر ہوگا یا نہیں۔ اور اگر ہر گمراہی کے زمانہ میں کسی نہ کسی رسول کا آنا ضروری ہے۔ تو مرزا صاحب سے پہلے تیرھویں صدی کے خاتمہ تک کوئی نبی کیوں نہ آیا۔" ہم تو سمجھتے تھے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی قرآن دانی کا کچھ ثبوت دینگے۔ مگر پوست بر پوست بود ہمچو پیاز۔ فرض کرو کہ مرزا صاحب اگر نہ آئے ہوتے۔ تو آپ اس سوال کا کیا جواب دیتے۔ کیا آپ اس وقت یہ جواب دیتے۔ کہ "ہر گمراہی میں کسی رسول کا آنا ضروری نہیں" حالانکہ مندرجہ بالا آیت کے علاوہ مندرجہ ذیل آیت کلما القی فیہا فوج سألھم خزنتھا الم یأتکم نذیر۔ قالوا بلٰے قد جاءنا نذیر فکذبنا و قلنا ما نزل اللہ من شیئ سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہر فساد اور گمراہی کے زمانہ میں رسول اور نذیر کا آنا ضروری ہے۔ کیونکہ قیامت کے روز جب ہر ایک گروہ کو جہنم میں ڈالا جائیگا۔ تو ان سے پہلے یہی سوال کیا جائیگا۔ کہ کیا تمہاری طرف کوئی نذیر نہیں آیا تھا۔ تو وہ اقبال کرینگے۔ کہ نذیر تو آیا تھا۔ مگر ہم نے ان کی تکذیب کی۔ پس اگر ہر گمراہی کے زمانہ میں کوئی نذیر نہیں آیا۔ اور نہ آئے گا۔ تو ان سے الم یأتکم نذیر کا سوال کیسے ہوسکتا ہے۔ اور وہ اقبالی مجرم کیسے ٹھیرائے جائینگے۔ چونکہ ہمارا منشاء صرف اظہار حق ہے۔ اور آپ اس سے گریز کرتے ہیں۔ اس لئے ہم آپ کے الزامی جواب کا بھی جواب دیتے ہیں۔ تا اگر عمداً آپ حق پوشی کرنا نہیں چاہتے تو حضرت مرزا صاحب کی کلام کے سمجھنے کے علاوہ قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت بھی آپ کی سمجھ میں آجائے سنو ؛

آنحضرت صلعم کو خدا تعالیٰ نے تمام انبیاء کے قائمقام ٹھیرایا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ کو تمام جہان اور تمام نبیوں کی امتوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کے اس عظیم الشان مرتبے کی وجہ سے آپ کی امت کو بھی خدا تعالیٰ نے وہ مرتبہ دیا ہے۔ کہ آنحضرت فرماتے ہیں۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کے مشابہ ہیں۔ کہیں اس میں آپ اپنے آپ کو شامل نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ اس حدیث میں آپ جیسے رسمی عالموں کو انبیاء بنی اسرائیل کے مشابہ نہیں ٹھیرایا گیا۔ (اس زمانہ کے علماء ظواہر کی نسبت تو آنحضرت نے فرمایا ہے۔ علماءھم شر من تحت ادیم السماء) بلکہ اس سے وہ ملہم اور محدث مراد ہیں۔ جن کو انبیاء بنی اسرائیل کی طرح خاص خاص کمزوریوں کے دور کرنے کے لئے خاص خاص علاقوں میں حسب ضرورت خدا کی طرف سے مبعوث کیا گیا۔ جیسا کہ آیت و ما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی کی دوسری قرأت یہ بھی ہے۔ و ما ارسلنا من قبلک من رسولٍ ولا نبی ولا محدث۔ پس محدث کو بھی نبی اور رسول کی طرح گمراہی کے زمانہ میں خدا کی طرف سے بھیجا جاتا ہے۔ اور کفار کے قول سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کی طرف ایسے نذیر آتے رہے جن پر خدا تعالیٰ اپنا الہام نازل کرتا تھا۔ اور اسی بناء پر آنحضرت صلعم نے بھی پیشگوئی فرمائی۔ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کہ اس امت میں خدا تعالیٰ ہر سو سال کے سر پر ایک مجدد مبعوث فرمایا کریگا۔ پس خدا تعالیٰ نے آنحضرت کے اس ارشاد کی تصدیق کے لئے کہ میری امت کے علماء ربانی پہلے نبیوں کے برابر ہیں۔ اول مجددین کو بھیجا۔ اور ان سے وہی کام لیا۔ جو پہلے انبیاء بنی اسرائیل خاص خاص علاقوں میں کرتے تھے اور جس طرح حضرت موسےٰ کے بعد پے در پے رسول آئے۔ اس کے مقابلہ میں پے در پے امت محمدیہ میں خدا نے مجدد بھیجے۔ تا غیر اقوام آنحضرت کی قوت قدسیہ اور آپ کی عظمت کو سمجھیں۔ کہ ایک محدث آپ کی امت کا جب نبی اسرائیل کے ایک نبی کے برابر ہوسکتا۔ تو آپ کی امت کے نبی کی کتنی بڑی شان ہوسکتی ہے۔ کیونکہ مرتبہ نبوت اپنے اندر خود بے انتہا درجے رکھتا ہے۔ نوح ابراہیم اور موسےٰ سب نبی تھے۔ مگر آنحضرت سب سے بڑے نبی ہیں۔ جیسا کہ و لقد فضلنا بعض النبیین علیٰ البعض سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے انا سید الاولین و الآخرین من النبیین۔ کہ میں پہلے اور پچھلے نبیوں کا سردار ہوں۔ پس آنحضرت کے بعد بھی آپ کی امت میں نبی ہونگے۔ مگر وہ آپ کے خادم اور غلام ہی ہونگے۔ پس اب جب کہ دنیا کے تعلقات وسیع ہوگئے ہیں۔ اور تمام دنیا ایک شہر کے قائمقام ہوگئی۔ تو تمام مجددین کے قائمقام خدا تعالیٰ نے ایک نبی کو آنحضرت کی غلامی میں مبعوث فرمایا۔ پہلے مجددین نے اپنے حلقہ تبلیغ کے لحاظ سے محدث کا نام پایا۔ اگر وہی کام جو انہوں نے آنحضرت کے بعد کیا۔ آنحضرت سے پہلے کرنے کا ان کو موقعہ دیا جاتا۔ تو وہ نبی کہلاتے۔ مگر آنحضرت کے آنے کے بعد معیار نبوت کے ترقی کرجانے کی وجہ سے وہ نبی نام نہ پاسکے۔ گو مرتبہ ان کو انبیاء بنی اسرائیل کے کام سے مشابہت کی وجہ سے بنی اسرائیل کے انبیاء کا ہی دیا گیا ہے۔ پس اس طریق سے خدا تعالیٰ نے ایک طرف آنحضرت اور آپ کی امت کی عظمت ظاہر کی اور دوسری طرف سلسلہ موسویہ سے سلسلہ محمدیہ کی مشابہت کو پورا کرنے کے لئے چودھویں صدی محمدی پر ایک نبی نام پانے والا بھی مبعوث فرمایا۔ کیونکہ اس تمدن کی ترقی کے زمانہ میں اب متفرق مجددین کے مبعوث کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ جس طرح تکمیل شریعت و ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت کو تمام صاحب شریعت نبیوں کا جامع بنایا۔ اسی طرح تکمیل اشاعت شریعت و ہدایت کے لئے اس اشاعت کے زمانہ میں تمام ایسے انبیاء کا جامع وجود آنا چاہیئے تھا۔ کہ جو اپنی شریعت نہیں لاتے۔ بلکہ وہ محض اپنے صاحب شریعت نبی کی شریعت و ہدایت کی اشاعت کے لئے خادموں کی طرح متفرق اوقات اور مقامات میں مبعوث کئے جاتے تھے۔ پس تیرہ سو سال میں برابر ملہم من اللہ آتے رہے اور وہ تجدید دین کرتے رہے۔ اور لوگوں کی گمراہی کے دور کرنے کے لئے اپنے اپنے حلقہ میں کوشاں رہے اور تیرہ سو سال کے اندر جو جو محدث اور مجدد پیدا ہوئے جو خدا کے نزدیک انبیاء بنی اسرائیل کی شان رکھتے ہیں۔ ان سب کی میزان اور مجموعہ گویا امت محمدیہ کا ایک نبی بنتا ہے۔ جسے موسوی سلسلہ کے مقابلہ میں چودھویں صدی محمدی پر مبعوث کیا گیا۔ پس کیا شان ہے۔ اس افضل الرسل کی جس کی امت کا ایک نبی اتنی بڑی شان رکھتا ہے۔ کہ انبیاء بنی اسرائیل بھی اس کی شان میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ بلکہ جو شان وہ انبیاء

دیکھتے تھے۔ وہ تو امت محمدیہ کے مجددین میں پائی جاتی ہے۔ گو آنحضرت کو اللہ نے موسیٰ کا مثیل بنایا۔ مگر درجہ میں آپ موسیٰ سے بہت بڑھ چڑھ کر ہیں۔ جس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ آپ کی امت کا محدث موسیٰ کی امت کے نبی کے برابر ٹھیرایا گیا۔ اور آپ کی امت کا نبی موسیٰ کی امت کے نبیوں سے تمام شان میں بڑھ کر بنایا گیا۔ گویا جہاں امت محمدیہ کا ایک محدث مساوی ہے موسوی امت کے ایک نبی کے۔ وہاں امت محمدیہ کا ایک نبی موسوی امت کے تیرہ سو سال کے نبیوں کے مساوی ہے۔

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

بہر حال مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس بات کے تسلیم کرنے سے کوئی چارہ نہیں ہو سکتا۔ کہ آیت محولہ بالا یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا کا یہی سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت کے بعد بھی کوئی رسول آئے۔ خواہ جلدی خواہ بدیر۔ اور وہ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ اب بھی محض مجدد ہی آسکتا ہے۔ کیونکہ وہ اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کے سوا کوئی اور مجدد نہیں پیش کر سکتے۔ پس جو مجدد ہوتا ہے۔ وہ امت بانہ ہو تو پھر ماس سنئے یا تو ان کو آیت الم یاتکم نذیر کے مضمون اور حدیث بعثت مجددین سے انکار کرنا پڑے گا۔ یا ان کو ماننا پڑے گا۔ کہ اس صدی کا مجدد نبی ہے۔ اور ضروری تھا۔ کہ اس سلسلہ میں محدثوں کے علاوہ نبی بھی آئیں تا مساوات سے ترقی کر کے محمدی سلسلہ کی موسوی سلسلہ پر دونوں پہلوؤں سے فضیلت ثابت ہو۔ دیکھیں مولوی ثناء اللہ صاحب اب بھی سیدھے چلتے ہیں یا نہیں۔

ضرورت رشتہ

ایک نوجوان یا دو لڑکا رشتہ کے لئے رشتہ درکار ہے۔ مجھ سے خط و کتابت۔ المشتہر قادیان۔

المشتہر | میاں محمد رمضان صاحب احمدی مہاجر قادیان۔ قوم آرائیں۔ عمر تقریباً ۵۰ سال۔ جسمانی حالت اور صحت بہت اچھی ہے۔ رشتہ کے خواہشمند ہیں۔ قادیان میں اپنا مکان بھی ہے۔ پرچون کی دوکان کرتے ہیں۔ فی الحال ان کی آمدنی دس بارہ روپیہ ماہوار تک ہے۔ کیونکہ دوکانداری ابھی تھوڑے عرصہ سے کی ہے۔ پہلے محنت مزدوری کرتے تھے۔ یکصد روپیہ کا زیور۔ دوصد روپیہ نقد۔ دوصد روپیہ کا دوکان میں مال ہوگا۔ ایک ہزار روپیہ کی مالیت کا مکان ہے۔ ان کی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ اچھے نیک آدمی ہیں۔ ان سے جو صاحب رشتہ کرنا چاہیں۔ دفتر امور عامہ سے خط و کتابت فرمادیں۔

ذوالفقار علی خاں۔ ناظر امور عامہ

کابل میں دو احمدیوں کی سنگساری

افغانستان کے وزیر داخلہ کا بیان

افغان گورنمنٹ کے وزیر داخلیہ نے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے:-

"کابل کے دو اشخاص ملا عبد الحلیم چہار آسیائی ملا نور علی دوکاندار قادیانی عقائد کے گرویدہ ہو چکے تھے۔ اور لوگوں کو اس عقیدہ کی تلقین کر کے انہیں صلاح کی راہ سے بھٹکا رہے تھے۔ جمہوریہ نے ان کی اس حرکت سے مشتعل ہو کر ان کے خلاف دعوے دائر کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مجرم ثابت ہو کر عوام کے ہاتھوں پنجشنبہ ۱۱ رجب کو عدم آباد پہنچائے گئے۔ ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعوے دائر ہو چکا تھا۔ اور مملکت افغانیہ کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضہ سے پائے گئے۔ جن سے پایا جاتا ہے کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھ بک چکے تھے۔ اس واقعہ کی تفصیل مزید تفتیش کے بعد شائع کی جائے گی۔" (امان افغان)

الفضل۔ حکومت افغانستان نے ملامت سے بچنے کے لئے اب کے نئے حیلے تراشے ہیں۔ ایک تو غریب احمدیوں کو اس بات کا مجرم ٹھیرایا ہے۔ کہ وہ لوگوں کو اپنے عقیدہ کی تلقین کرکے مشتعل کرتے تھے۔ حالانکہ (قطع نظر اس بات کے کہ اشاعت عقیدہ اسلام میں جرم نہیں) اس قسم کا کوئی واقعہ کابل میں نہیں ہوا اور نہ کبھی ایسی شکایت اس سے پہلے کی گئی۔ اور نہ کوئی فساد اس خصوص کا اٹھا ہے۔ دوم ان پر سازشی خطوط کا الزام لگا دیا۔ جس کا کوئی ثبوت نہیں دیا جا سکا۔ کیونکہ دراصل کوئی ثبوت ہی نہیں۔ وزیر صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ بعد تفتیش کے تفصیل شائع ہوگی۔ تو کیا سنگساری قبل تفتیش کر دی ہے؟ جس حکومت میں ایسی وحشیانہ سزائیں محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے جائز سمجھی جائیں۔ اس میں چند سازشی خطوط کا بنا کر مرحومین کے ماتھے مڑھ دینا آسان ہے۔ بہتر تھا۔ کہ پہلے سازشی خطوط کے مقدمہ کا فیصلہ کیا جاتا۔ قبل از فیصلہ مقدمہ سزا کا اجرا حکومت افغانستان ہی کی خصوصیات سے ہے۔ ہم مفصل پھر لکھیں گے۔ بہر حال بعض لوگ جو یہ کہہ رہے تھے۔ کہ خبر صحیح نہیں۔ ان کو خبر کی تصدیق تو ہو گئی۔ اور شہداء کے صحیح نام بھی معلوم ہو گئے (مولانا عبد الحلیم اور قاری نور علی)

کابل میں سنگساری پر مہاتما گاندھی کا بیان

پریذیڈنٹ نیشنل کانگریس کے صدر کی حیثیت میں ایک طویل تار موصول ہوا ہے۔ جس میں ذکر ہے۔ کہ کابل میں دو احمدی سنگسار کئے گئے ہیں۔ میں نے عمداً اس ہیبت ناک سزا سنگساری پر رائے زنی سے گریز کیا تھا۔ جو مرحوم نعمت اللہ خاں کو دی گئی تھی۔ لیکن میں اس حادثہ کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ جس کی اطلاع اب دی گئی ہے۔ خصوصاً اس حالت میں جب کہ مجھ سے ذاتی طور پر اس معاملہ پر رائے زنی کی اپیل کی گئی ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ سنگساری کی سزا کی قرآن میں صرف خاص حالات میں اجازت ہے۔ جن کے تحت میں یہ واقعات نہ آسکتے ہیں۔ لیکن خدا سے خوف کرنے والے انسان کی حالت میں کسی بھی حالت میں خواہ وہ کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ اس قسم کی سزا کو اخلاق پر دھبہ قرار دوں گا۔ پیغمبر اسلام کی زندگی کے زمانہ میں ضروریات کیا ہی کیوں نہ ہوں۔ اور اس وقت حکم کیا ہی کیوں نہ ہو۔ اس زمانہ میں خاص قسم کی سزا کی تائید صرف اس بنا پر نہیں کی جا سکتی۔ کہ اس کا قرآن میں ذکر ہے۔ مجھے اس حادثہ میں احمدیوں سے ہمدردی ہے۔ یہ کہنا غیر ضروری ہے۔ کہ میں اس کے حسن و قبیح پر کوئی رائے نہیں دے سکتا۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ پبلک اس معاملہ پر اظہار رائے کر سکتی ہے۔ یہ اس قسم کی سزا ہے۔ جو انسانی جذبات کو ٹھیس لگاتی ہے۔ خواہ جرم کسی بھی قسم کا کیوں نہ ہو۔ دل اور دماغ قبول نہیں کرتے۔ کہ کسی بھی جرم کے لئے سنگساری کی وحشیانہ سزا کو مناسب قرار دیا جائے"

جناب گاندھی کو صدر نیشنل کانگریس کی حیثیت میں ناظر امور عامہ کی طرف سے تار دیا گیا تھا۔ جو الفضل میں چھپ چکا ہے۔ آپ نے یہ صحیح نہیں لکھا۔ کہ سنگساری کی سزا کی قرآن میں صرف خاص حالات میں اجازت ہے۔ قرآن کریم میں سنگساری کی سزا کا کہیں ذکر نہیں (البتہ کفار کا شیوہ لکھا ہے۔ کہ وہ اہل حق کو سنگسار کرنا چاہتے تھے) جتنے کہ ہمارے مخالف بھی نہیں کہتے۔ کہ موجودہ قرآن بین الدفتین میں اس سزا کا ذکر ہے۔ جناب گاندھی کی توجہ زیادہ تر نوعیت سزا کی طرف چلی گئی ہے۔ حالانکہ ہمارا پروٹسٹ تو اس بات پر ہے۔ کہ محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے کسی کو سزا دینا (سنگساری۔ قتل۔ قید) وحشیانہ اور سفاکانہ ہے۔ اور کسی مہذب حکومت میں یہ فعل نہیں ہونا چاہیئے۔ چہ جائیکہ مدعی اسلام حکومت میں۔

...... مولوی عبد الحلیم صاحب کی عمر ۶۰ سال تھی اور وہ بالکل گوشہ نشین تھے۔ حتٰے کہ اپنے گھر کے کاروبار سے بھی دستکش تھے۔ اور قاری صاحب کابل میں صابون فروش تھے۔ ۲۵-۲۸ سالہ نوجوان تھے۔ سادگی بشرے سے عیاں تھی۔ دونو کو سیاسیات یا کسی شورش انگیزی یا اشتعال دہی سے متہم نہیں کیا جا سکتا۔

اشتہارات

بی۔ اے پاس کردہ بیل چکی خرید لو

آٹا فی گھنٹہ ۲۰ سیر۔ دانہ فی گھنٹہ چار من تیار ہوتا ہے۔ وزن تخمیناً ۸ من پختہ ہوگا۔ نرخ فی من ۴۵ پچاس روپیہ بیانہ پر مال روانہ کیا جاتا ہے
میاں مولا بخش خان اینڈ سنز۔ بٹالہ پنجاب

اکسیر تسہیل ولادت

کا اشتہار کئی بار الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ دوستوں نے منگوایا۔ استعمال کیا۔ بے حد مفید پایا۔ چونکہ الفضل کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اس لئے کچھ عرصہ کے لئے اشتہار بند کر دیا گیا مگر پھر بھی آج تک دوست منگواتے ہیں۔ احباب نوٹ کر لیں یہ ولادت کے موقعہ پر کی مجرب اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی صرف دو روپیہ معہ محصول ڈاک۔

مینجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی (ضلع سرگودھا)

تریاق چشم (رجسٹرڈ)
کی تازہ شہادت
سلسلہ عالیہ احمدیہ کے واجب التعظیم بزرگ کی قلم سے

میں نے مرزا حاکم بیگ صاحب کا تیار کردہ سرمہ تریاق چشم ککروں میں استعمال کیا ہے۔ اور بہت مفید پایا ہے۔

خاکسار

(چوہدری) فتح محمد سیال۔ ایم۔ اے۔ مبلغ لنڈن مشن احمدیہ
ناظر صیغہ دعوت و تبلیغ۔ قادیان۔ دارالامان۔ ضلع گورداسپور

قیمت تریاق چشم۔ فی تولہ (عہ) اور محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار۔

المشتہر

خاکسار حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم (رجسٹرڈ) گڑھی شاہ دولہ صاحب۔ گوجرات (پنجاب)

دنیا میں بے نظیر تحفہ حب اٹھرا اٹھرا گیا ہے

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوں یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہو۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں اور طب میں اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن کر بیابان بچوں سے خالی تھے۔ اور وہ مایوس انسان جو اولاد زندہ نہ رہنے کے باعث ہمیشہ رنج اور غم میں مبتلا تھے۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا۔ صحیح سلامت و مضبوط پیدا ہو کر عمر پانے والا والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک دل کی راحت ہوگا۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً آٹھ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو ایک دفعہ منگوا لے فی تولہ ایک روپیہ (عہ) لیا جائے گا۔

المشتہر

عبد الرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی۔ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

بعدالت سب جج صاحب بہادر درجہ چہارم تحصیل راولپنڈی

لال سنگھ ولد حکم چند ذات کھتری ساکن ڈھیرہ درد غربی تحصیل راولپنڈی مدعی

بنام

پیر بخش۔ فتح حیدر۔ پسران سکندر خاں اقوام گکھڑ۔ ساکن موہڑہ بختیاں۔ تحصیل راولپنڈی۔ مدعا علیہ

دعویٰ ۹۰ء

اشتہار بنام پیر بخش و فتح حیدر پسران مرزا سکندر خاں ساکن موہڑہ بختیاں۔ تحصیل راولپنڈی۔

مقدمہ مندرجہ بالا میں حسب درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے۔ کہ تم دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہو اس لئے تمہارے نام اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر تم مورخہ ۲۵ کو عدالت ہذا میں واسطے جواب دہی کے اصالتاً یا وکالتاً حاضر نہیں ہوگے۔ تو تمہارے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔ مورخہ ۲۵

مہر عدالت — دستخط حاکم

مختصر خبریں

ترکی کے وزیر اعظم فتحی بے نے قسطنطنیہ کے مجلس کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔ اس میں تجویز کیا گیا۔ کہ خلیفہ از سر نو قائم کیا جائے۔ شریعت کا پھر بول بالا ہو۔ اور موجودہ دہریہ حکومت کو تباہ کیا جائے۔

—— پشاور ۲۳ فروری۔ خوست کی بغاوت کے سلسلہ میں افغانی فوج نے منگلوں پر حملہ کر کے انہیں سخت سزا پہنچائی۔ دو مشہور منگلی لیڈروں نے جان کے خوف سے معہ اپنے خاندان کے آدمیوں کے بھاگ کر انگریزی حدود کے اندر پناہ لی ہے۔

—— ستمبر میں شنقائی کے موقعہ پر ایک مسلمان خدا بخش نامی کی طرف سے ۵۰۰ روپیہ اور ۱۹ انگوٹھیوں کے دان کا اعلان کیا گیا۔

—— اٹک ۲۴ دسمبر۔ وفد خلافت آج صبح نو بجے پشاور کے حکم سے یہاں سے روانہ ہوگیا۔ تیاری کے لئے صرف ۱۰ منٹ ملے اور وفد کو موٹروں پر دریائے اٹک کے پار پہنچا دیا گیا چونکہ وفد کو زبردستی نکال دیا گیا ہے۔ اس لئے شہر میں آج مظاہرہ ہو رہا ہے۔

—— پنجاب کے گورنر نے اجلاس کونسل میں اعلان کیا ہے کہ کتاب بھارت ورش کا اتہاس ملک معظم کے حق میں ضبط کیا گیا ہے۔

—— ایک عام ممبر پارلیمنٹ نے ایک مسودہ قانون پیش کیا ہے۔ جس کی حکومت نے مخالفت کی۔ مگر وہ ایک سو انیس ووٹوں اور اسی مخالف آراء سے پاس ہوگیا۔ اس طرح موجودہ وزارت کو پہلی شکست ہوئی۔

—— لنڈن ۲۴ فروری۔ ترکی وزارت نے فیصلہ کر لیا ہے کہ کرد باغیوں پر فوج کشی کی جائے۔ باغیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ باغیوں نے خرپوت کے علاوہ دیار بکر اور ارزروم پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔

—— تبلیغ کانفرنس لکھیم پور کھیری (صوبجات متحدہ) میں زیر صدارت مولوی رحیم بخش صاحب ۱۱، ۱۲، ۱۳ مارچ ۱۹۲۶ء کو ہونے والی ہے۔

—— دہلی میں مقام رائے سینا ایک شاندار قلعہ تیار ہو رہا ہے۔ ایک سفید پتھر جو کاٹا گیا۔ تو اس کے سینہ میں کچھ عربی عبارت لکھی ہوئی نظر آئی۔ نہ تو اوپر نہ کھدی ہوئی۔ بلکہ پتھر کے اندر یہ عبارت صاف پڑھی جاتی ہے۔ دونو طرف محمد لکھا ہوا ہے۔

—— آئندہ ریلوں میں یوروپینوں کے لئے کمرے مخصوص نہ کئے جانے کی تجویز مجلس آئین ساز ہند میں پاس نہ ہو سکی۔